یا اللہ مدد

خلیفہ بلا فصل کون کہاں کب اور کیسے ؟

خلافت کی کہانی

اور

تضاد بیانی

از افادات عالیہ

فاتح شیعت

حضرت علامہ علی شیر رحمانی مدظلہ

مدرس جامعہ حیدریہ خیرپور میرس سندھ

نظر ثانی: الشیخ مفتی اسد اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خلافت کی کہانی اور تضاد بیانی

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فاتح شیعت علامہ علی شیر رحمانی مدظلہ

نظر ثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الشیخ مفتی اسد للہ

تاریخ طباعت اول۔۔۔۔ ۱۲ فروری ۲۰۲۰

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالحسن رحمانی

ناشر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مکتبۃ جامعہ حیدریہ خیر پور

ہدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔150

ملنے کا پتہ

مکتبہ جامعہ حیدریہ خیر پور میرس

فون نمبر۔03003404441

فہرست

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمعصومین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ عباداللہ الصالحین

اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ...... الآیة

ترجمہ! اللہ تعالیٰ نے (ازل میں ہی) وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائے ہیں اور عملِ صالح کیے ہیں تو ضرور بالضرور انکو زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے (کمزور جماعت) والوں کو خلافت دی تھی اور ضرور بالضرور ان کے دین (عقائد و اعمال) جو ان کے لیے پسند فرمائے مضبوط بنائے گا اور ضرور بالضرور ان کے خوف کو (جو نزول آیت کے وقت تھا) امن میں تبدیل کرے گا۔ وہ اس وقت (بھی) میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو اس (موعود من اللہ) خلافت کے بعد ناشکری (خلافت کی ناقدری) کریں گے وہی نافرمان ہیں۔[1]

نوٹ! اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس وقت ہر طرف سے ہمارے دشمن جماعت صحابہؓ کو ختم کرنے کی سوچ میں ہیں، حتیٰ کہ ہم نماز پڑھنے کے وقت بھی دشمن کے خوف سے پہریدار مقرر کرتے ہیں۔ آیا یہ خوف کبھی ختم بھی ہوگا یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے ایمان لانے والے اور اعمال صالح کرنے والوں کو زمین میں خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی وعدہ کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا اور اپنی غیبی مدد سے ان خلفاء کے ذریعے ان کے دین کو قوت عطا فرمائے گا اور نزول آیت کے وقت کافروں کی دشمنی کی وجہ سے جو خوف موجود ہے اس کو امن سے بدل دے گا اور وہ خلفاء میری ہی عبادت کا رواج ڈالیں گے اور کسی قسم کا بھی میرے ساتھ شریک بنانے کو برداشت نہیں کریں گے۔[2]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی کا نام لئے بغیر خلیفہ کے اوصاف اور خلافت کی نشانیاں اور اس کا نتیجہ بتایا اور خلیفہ کی دو وصف بیان فرمائی ہیں (۱) ایمان (۲) عمل صالح اور خلافت کی نشانیوں میں ایک نشانی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کا شامل ہونا، دوسری نشانی اس غیبی مدد کی وجہ سے ان خلفاء کے دین کا اللہ تعالیٰ کو پسند ہونا اور اس پسندیدہ دین کا مضبوط ہونا اور تیسری نشانی نزول آیت کے وقت جو کفار کا خوف تھا اس کا ختم ہونا اور اس کے بدلے میں امن کا قائم ہونا اور نتیجے میں خالص اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کا رائج ہونا اور ان کی خلافت کی حدود میں کسی بھی قسم کے شرک کا ظاہری طور پر ختم ہونا بتایا گیا

1۔ سورۃ النور آیت ۵۵۔

2۔ تفسیر نمونہ، مترجم اردو، ج۸، ص۲۹۰۔ تفسیر مجمع البیان، ج۷، ص ۱۵۲۔

ہے۔

اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر امت مسلمہ نے خلفاء راشدین یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کو اس کا مصداق سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کیئے ہوئے وعدے کو ان حضرات کی خلافت کے متعلق پورا ہونے کا اعتقاد رکھا ہے اور ان ہی حضرات کی خلافت کو خلافت راشدہ اور موعود من اللہ خلافت تسلیم کیا ہے اور یہی حقیقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس خطبے سے بھی معلوم ہوتی ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مشورہ کے طور پر کہا تھا جو شیعہ مذہب کی مشہور کتاب ''نہج البلاغہ'' میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

''انّ ھذا الامر لم یکن نصرُہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلّۃ وھو دین اللّٰہ الّذی اظھرہ وجندہ الّذی اعدّہ وامدّہ حتّی بلغ ما بلغ و طلع حیثُ ما طلع ونحن علیٰ موعود من اللہ واللہ مُنجز وعدہ وناصر جندہ''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جنگ (ایران) کے موقع پر تسلی دیتے ہوئے مشورہ دیا کہ اس امر (جنگ) میں کامیابی وناکامی کا دارومدار فوج کی کمی اور زیادتی پر نہیں ہے۔ یہ (آپ کا منشور) تو اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے اس نے تمام ادیان پر غالب کیا ہے اور (یہ آپ کا لشکر تو) اس اللہ کا لشکر ہے جسے اس نے خود تیار کیا ہے اور اس کی (آپ کی اور آپ کے لشکر کی اس نے) ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھکر وہاں تک پہنچا جہاں تک پہنچ گیا ہے اور وہاں تک پھیلا جہاں تک پھیل گیا ہے اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اشارہ آیت استخلاف کی طرف ہے جس میں مؤمنین کو خلافت دینا اور غیبی مدد سے خلافت کو مضبوط کرنا اور کفار کا خوف ختم ہونا اور ایمان والوں کو ہر طرح کا امن ہونا اور دین کا غالب ہونا اور دین والوں کا سرخرو ہونا مذکور ہے) اور اللہ اپنا وعدہ ضرور ضرور پورا کرنے والا ہے اور وہ ہی اپنے لشکر (یعنی آپ کا اور آپ کی جماعت) کا مددگار ہے۔[3]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت موعود من اللہ تھی جس کے بارے میں حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں ''نحن علیٰ موعود من اللہ واللہ مُنجز وعدہ'' یعنی ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں اور ہم سے جو اللہ کا وعدہ ہے تو اللہ اپنے وعدے کو ضرور پورا فرمائے گا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کی پوری رعایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں اللہ تعالیٰ کا لشکر تھا اس لئے فرمارہے ہیں ''ناصر جندہ'' یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لشکر کی مدد فرمائے گا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد اسی ہی آیت کریمہ یعنی آیت استخلاف کی طرف مشیر (اشارہ) ہے کیونکہ اس میں ہی خلافت دینے کا وعدہ ہے اور ان خلفاء کی مدد کرکے ان کی حکومت کو مضبوط بنانے اور خوف کو امن میں تبدیل کرنے کا ذکر ہے

3۔ نہج البلاغہ عربی اردو ترجمہ، علامہ مرزا یوسف حسین لکھنوی، خطبہ نمبر ۱۴۶، صفحہ ۴۵۰، ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور۔

اعتراض:

خلفاء راشدین کے مخالفین کی طرف سے عموماً ایک فضول اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ بنانے کا وعدہ ہے جبکہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ اس لیے وہ اس آیت کے مصداق نہیں بن سکتے۔

جواب:

اس فضول اعتراض کا جواب ہم اپنی طرف سے نہیں دیتے بلکہ شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب "نہج البلاغہ" کے صفحہ ۴۵۰ پر خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ خطبے میں موجود ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سپاہ اللہ کا لشکر ہے اور یہ خلافت موعود من اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "مافوق الاسباب" اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے اس کے وعدے کے مطابق چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت قائم ہوئی باقی "ماتحت الاسباب" ان کو لوگوں نے بھی اپنا امام بنا کر ان کی قیادت تسلیم کر لی، یہ بھی خود اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہی تھا کہ ان کی مشاورت سے خلیفہ مقرر ہونے کی وجہ سے ان کا آپس میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔ ہماری اس وضاحت کی تائید اسی "نہج البلاغہ" میں خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مکتوبات میں سے اس مکتوب میں موجود ہے جو انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تھا:

"انه بايعني القوم الذين بايعوا أبابكر وعمر وعثمان علىٰ ما بايعوهم عليه، فلم
يكن للشاهد ان يختار ولا للغائب ان يرد، وانما الشورىٰ للمهاجرين والانصار
فان اجتمعوا علىٰ رجل وسموه امامًا كان ذالك لله رضًى"۔

"تحقیق میری بیعت ان ہی لوگوں نے کی ہے جن لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور انہی اصولوں پر کی ہے جن پر ان کی بیعت کی تھی۔ پس نہ تو موجود کو کسی نئے چناؤ کا اختیار ہے اور نہ ہی غیر حاضر کو رد کرنے کا حق ہے اور (ماتحت الاسباب) شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے سو وہ اگر کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو امام تسلیم کریں تو اس کاروائی سے اللہ راضی ہے۔[4]

اس سے معلوم ہوا مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شوریٰ کے ذریعے سے کسی خلیفے کا ماتحت الاسباب مقرر ہونا اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا سبب ہے اور ویسے بھی مہاجرین و انصار کی تابعداری کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ... الآية

4. نہج البلاغہ، حصہ دوئم، مکتوبات امیر المومنین، مکتوب نمبر ۶، ص ۶۸۴، ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور۔

"ایمان میں سبقت کرنے والے (فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اور انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کرنے والے) یعنی مہاجرین اور انصار (صحابہؓ) اور اخلاص سے ان کی تابعداری کرنے والے ان (تین جماعتوں) سے اللہ راضی ہے"۔[5]

اللہ تعالیٰ نے نام کسی کا نہیں لیا صرف نشانی بتلائی کہ صحابہ کرام میں سے مہاجرین ہوں یا انصار اور مہاجرین و انصار کے علاوہ اگر کوئی ان کی اخلاص سے اتباع کرنے والا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گا، یقینی بات ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد بھی اس بناء پر ہو کہ مہاجرین و انصار کے اتفاق سے جو خلیفہ مقرر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہی ہوا ہے۔ جس کا واضح طور پر مطلب ہوا کہ ظاہری سبب کے طور پر جس کو مہاجرین و انصار نے خلیفہ بنایا "مافوق الاسباب" وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنایا ہوا خلیفہ ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھنے کے بعد پوری امت مسلمہ خلفائے راشدین کی خلافت کو برحق خلافت اور موعود من اللہ خلافت تسلیم کرتی ہے اور خلفائے راشدین کو خلیفہ بنانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کو اپنا وعدہ پورا کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ ہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ اور مکتوب سے ناظرین نے ملاحظہ فرمائی اور اگر بالفرض خلافت اس ترتیب سے نہ ہوتی بلکہ کسی اور ترتیب سے ہوتی مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ پہلا خلیفہ کوئی دوسرا یعنی حضرت علیؓ یا اس کا بھائی حضرت عقیلؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ میں سے کوئی بھی ہوتا جب بھی امت مسلمہ کا کوئی طبقہ اس پر اعتراض نہ کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا تھا اس میں نام کسی کا بھی نہیں لیا تھا آیت کریمہ میں صرف ایمان اور عمل صالح کی شرط تھی یعنی آیت کریمہ کے نزول کے وقت جو مومن صالح تھے وہ سارے حضرات خلافت کے قابل تھے۔ ان میں سے جو خلیفہ ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

فکر شیعت:

جب کہ شیعہ مذہب کے مصنفین کی فکر اس کے برعکس (خلاف) ہے وہ نہ ہی ماتحت الاسباب مہاجرین و انصار کے بنائے ہوئے خلیفے کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو وعدہ پورا کرنے والا مانتے ہیں ان کی بس ایک ہی رٹ ہے کہ خلافت صرف جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور ان کے بعد قیامت تک ان کی اولاد میں سے صرف گیارہ حضرات کی خلافت ہونی تھی، ان کی سوچ میں اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ تھا جو بقول ان کے بدقسمتی سے پورا نہ ہو سکا جس کی وجہ سے پورا اسلام بگڑ گیا۔ اب اسلام کا پروگرام قابل مسرت نہیں بلکہ قابل افسوس ہے اس پر رونا چاہیے۔ جیسا کہ شیعہ صدر المحقق محمد حسین ڈھکو نے صاف لکھا ہے:

"فلیبك علی الاسلام من كان باكياً" رونے والوں کو اسلام پر رونا چاہیے۔[6]

اس لیے شیعہ مصنفین نے اپنے مذہب کی بنیاد ہی مسئلہ خلافت (منصوص من اللہ ہے) پر قائم کر کے پوری امت مسلمہ سے علیحدگی اختیار کی ہے، انہوں نے کہا کہ خلیفہ منصوص من اللہ ہو گا اور لوگوں کو خلیفہ بنانے میں کوئی دخل نہیں ہو گا اور اپنے

5۔ سورۃ التوبہ آیت 100۔

6۔ تجلیات صداقت بجواب آفتاب ھدایت، ج ۱، ص ۲۰۔

مذہب کے اس بنیادی مسئلے کو ثابت کرنے کے لیے ہر دوَر اور ہر ملک کے بڑے بڑے علماء نے بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں اور یہ ان پر حق بھی تھا کہ اپنے مذہب کے بنیادی مسئلے کو مضبوط بنائیں لیکن جتنا زیادہ لکھا اتنا زیادہ اُلجھے، جتنی ہی زیادہ دلیلیں پیش کر نے کی کوشش کی اتنا ہی یہ مسئلہ زیادہ تر تضاد کا شکار ہوتا گیا۔ ظاہر ہے کہ کسی جھوٹے مقدمے کو کتنا ہی مضبوط بنانے کی کوشش کی جائے تو بجائے مضبوط ہونے کے کمزور ہی ہوتا چلا جاتا ہے، لہٰذا یہی صورت حال شیعہ مذہب میں مسئلہ خلافت کی ہے، ہم نے جب اس پر کچھ غور کیا تو ہمیں کچھ یوں نظر آیا کہ شیعہ مجتہدین نے مسئلہ خلافت کو ثابت کرنے کے لئے جو جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بجائے ایک دوسرے کو مضبوط کرنے کے، کمزور کر رہے ہیں۔

خلافت کے متعلق ہمارے سامنے شیعت کے پیش کردہ تقریباً آٹھ رخ موجود ہیں جن میں سے ہر ایک رخ کا نتیجہ جدا جدا ہے اور وہ سارے ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ وہ آٹھ رخ ہم ان شاءاللہ آپ کے سامنے باحوالہ پیش کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ مذہب شیعہ میں مسئلہ خلافت کی حقیقت اور اسکے دلائل کیا ہیں؟ اور ان کا آپس میں ربط کیا ہے؟ چونکہ مسئلہ ایک ہے تو نتیجہ بھی ایک ہونا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہے۔

پہلا رخ

(نبوت کے تیسرے سال حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ مشہور بھی ہو گیا)

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ: ''اور تُو اپنے سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔[7]

[۱] القرآن المبین فی تفسیر المتقین: تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۶۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور جس وقت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا ﷺ نے کُل بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس آدمی تھے اور ان میں سے ہر ایک پورا بکرا کھا جاتا تھا اور پوری پوری مشک پانی کی پی جاتا تھا، انکے لیے جو تھوڑا سا کھانا میسر ہوا تیار کیا اسی کو سب نے کھایا اور سیر ہوگئے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ میرا وزیر، میرا وصی اور میرا خلیفہ کون ہو گا؟ ابولہب نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے تم پر یقیناً جادو کیا ہے اور سب وہاں سے چلے گئے، دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا تیسرے دن بھی دعوت کی اور رسول خدا ﷺ نے وہی سوال دہرایا تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جن کی عمر سب سے کم اور پنڈلیاں سب سے پتلی اور مالی حیثیت بھی کم تھی کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک تم ہی ہو۔[8]

[۲] تفسیر قمی: یہ تفسیر شیعہ مذہب کی تمام تفاسیر کی بنیاد ہے، شیعہ محققین اس کو تفسیر الصادقین یعنی ائمہ کی تفسیر کہتے ہیں۔ شیعہ مذہب کی اس بنیادی تفسیر میں یہ بتایا گیا ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔[9]

[۳] ترجمہ مقبول : شیعہ محقق و مفسر مناظر لاثانی سید مقبول احمد دھلوی نے بھی تفسیر مجمع البیان کے حوالے سے دعوت ذوالعشیرہ کے متعلق مذکورہ بالا روایت نقل کرکے آگے لکھا ہے کہ یہ سن کر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا خلیفہ ہے سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ابوطالب سے کہنے لگے ''لو'' اب اپنے بیٹے کی اطاعت کرو کہ تمہارے بھتیجے نے اس کو تم پر حاکم بنا دیا۔[10] (اس روایت میں خلیفہ بمعنیٰ حاکم لکھا ہے)

[۴] تفسیر صافی: شیعہ محقق و مفسر محمد بن مرتضیٰ الحسن الفیض کاشانی نے بھی مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہی روایت نقل کی ہے یعنی کہ دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

---

7. سورۃ الشعراء، آیت ۲۱۴، ترجمہ سید امداد حسین کاظمی شیعہ۔

8. تفسیر القرآن المبین فی تفسیر المتقین، ص۴۸۷، ۱۳۸۱ھ از سید امداد حسین الکاظمی، ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور۔

9. تفسیر قمی ج ۲ عربی ص ۴۸۱ (دعوت ذوالعشیرہ) مصنف ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی (المتوفی ۳۵۷ھ ہجری۔

10. ترجمہ مقبول، ص ۴۵۰، سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۱۷ کی تفسیر میں۔

اعلان کر دیا۔[11]

[۵]تفسیر نمونہ: اس تفسیر میں ہے کہ تاریخ اسلام کی رو سے آنحضرت ﷺ کو بعثت کے تیسرے سال عام دعوت (دعوت ذوالعشیرۃ) کا حکم ہوا، اب تک آپ کی دعوت مخفی طور پر جاری تھی اور اس مدت میں بہت کم لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا لیکن جب یہ آیتیں " وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔[12] اور "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ۔[13] نازل ہوئیں تو آپ ﷺ کھلم کھلا دعوت دینے پر مامور ہو گئے۔اس کی ابتداء قریبی رشتے داروں سے کرنے کا حکم ہوا (پھر یہی روایت ذکر کی ہے جو دوسرے مفسرین نے بھی ذکر کی ہے اور اس کے آخر میں ہے) کہ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کی گردن پر رکھا اور فرمایا: "ان ھٰذا اخی و وصی وخلیفتی فیکم واسمعولہ و اطیعوہ"۔ **ترجمہ!** بے شک یہ (علیؑ) تمہارے درمیان میرا بھائی، میرا وصی اور میرا جانشین ہے، اس کی باتوں کو سنو اور اس کے فرمان کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور تمسخر آمیز مسکراہٹ انکے لبوں پر تھی اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ اب تم اپنے بیٹے کی باتوں کو سنا کرو اور اس کے فرمان پر عمل کیا کرو۔[14] (تفسیر نمونہ کی پہلی جلد میں لکھا ہے کہ) یہ تفسیر حسب ذیل علماء و مجتہدین کی باہمی کاوش قلم کا نتیجہ ہے۔[15]

۱۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے محمد رضا آشتیانی
۲۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے محمد جعفر امامی
۳۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے داؤد الہامی
۴۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے اسداللہ ایمانی
۵۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے عبدالرسول حسنی
۶۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے سید حسن شجاعی
۷۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے نوراللہ طباطبائی
۸۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے محمود عبدالہی
۹۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے محسن قرائتی
۱۰۔ حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے محمد محمدی

نوٹ! شیعہ مذہب کے ان دس علماء و مجتہدین اور آقاؤں کی بھی یہی تحقیق ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان بعثت کے تیسرے سال دعوت ذوالعشیرہ پر کیا گیا تھا اور اس پر لوگوں نے ابو طالب کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ اب تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

[۶] تفسیر التبیان: یہ تفسیر شیعہ مذہب کے بڑے محقق شیخ الطائفۃ کی لکھی ہوئی ہے۔ جس کا تعارف تفسیر التبیان کی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲ پر یوں کرایا گیا ہے۔شیخنا وشیخ الکل فی الکل العلامۃ الآفاق شیخ وطائفۃ......ھوالشیخ ابو

11. تفسیر صافی ج ۲ ،ص۲۲۷،سورۃالشعراء، آیت ۲۱۴ کی تفسیر میں۔
12۔سورۃالشعراء آیت نمبر ۲۱۴۔
13۔سورۃ الحجر آیت نمبر۹۴۔
14۔تفسیر نمونہ ج ۸، ص ۵۹۱ ،مترجم اردو۔
15۔ تفسیر نمونہ مترجم اردو ج ۱ ،ص ۲ ،ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ۔اور اس تفسیر کا اردو میں ترجمہ علامہ سید صفدر حسین نجفی نے کیا ہے۔

جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن طوسی المتوفی ۴۶۰ ھ۔

اس شیخ الکل و شیخ الطائفۃ نے بھی دعوت ذوالعشیرہ کا یہی قصہ نقل کرکے آگے لکھا ہے "والقصة بذالك مشهورة"، یعنی دعوت ذوالعشیرہ اور علیؑ کے وصی اور خلیفہ ہونے کے اعلان کا قصہ مشہور ہو گیا۔[16]

[۷] البرهان فی تفسیر القرآن: مصنف علامۃ، الثقۃ، الثبت، المحدث الخبیر والناقد البصیر، السید ہاشم بن السید سلیمان بن السید اسماعیل بن السید عبدالجواد الحسینی البحرانی المتوفیٰ ۱۱۰۷ھ۔

شیعہ مذہب کے اس محدث الخبیر نے بھی یہی قصہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یا بنی عبد المطلب انی انا نذیر الیکم من اللہ عزوجل و البشیر فاسلموا و اطیعونی تهتدوا ثم قال من یواخینی ویوازرنی علی هذا الامر یکون ولی ووصی بعدی و خلیفتی فی اهلی ویقضی دینی"۔

یعنی اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس بشیر اور نذیر ہو کر آیا ہوں تم اسلام لاؤ اور میری اطاعت کرو تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے، پھر فرمایا کون ہے جو اس (دین کے) معاملے میں میرا بھائی اور میرا بازو بنے تو وہ میرے بعد میرا ولی اور میرا وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو گا؟ اور میرا قرض اُتارے گا؟ تو پوری قوم خاموش رہی لیکن ہر بار حضرت علیؑ نے ہی جواب دیا کہ میں آپ کا بازو بننے کے لئے تیار ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرا وصی اور خلیفہ ہے جس پر لوگوں نے ابو طالب کو کہا "اطع ابنک فقد امر علیک" کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کر تحقیق تیرے اوپر بھی حاکم بنایا گیا۔[17]

[۸] تفسیر نور الثقلین: مصنف المحدث الجلیل العلامۃ الخبیر الشیخ عبد علی بن جمعہ العروسی المتوفی ۱۱۱۲ء، الطبعة الثانية، العلمیہ القم (ایران)۔

شیعہ مذہب کے اس محدث جلیل نے بھی دعوت ذوالعشیرۃ کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تقرر کا ذکر کیا ہے اور آگے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؑ کو اپنے قریب کیا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تو ابولہب نے کہا "بئس ماحبوت به ابن عمك ان اجابك فملئت فاه ووجهه بزاقا" یعنی تُو نے اپنے چچا کے بیٹے کو بُری چیز دی (برا سلوک کیا) اس نے آپ کی بات کو مانا تو پھر آپ نے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملئته حکمتاً وعلماً" میں نے اس کو حکمت اور علم

16۔ تفسیر التبیان، ج ۸ ص ۶۱۔

17۔ البرهان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۱۹۱۔ ۱۹۲۔

سے بھر دیا۔(18)

[۹] تفسیر کبیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین: از تصنیفات عارف ربانی ملا فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی با مقدمہ و تصحیح کامل آقائے الحاج میر مرزا ابوالحسن شعرانی المتوفی ۹۸۸ھ۔

شیعہ مذہب کے اس عارف ربانی نے بھی دعوت ذوالعشیرہ میں دوسرے مفسرین و محققین کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: وگفت بابوطالب از روئے استهزاء اطع ابنك فقد امر علیك؛ یعنی لوگوں نے ابو طالب کو شرم دلاتے ہوئے کہا کہ "لو" تُو بھی اپنے بیٹے کی اطاعت کر تحقیق تیرے اوپر (بھی) حاکم بنایا گیا (اس کے بعد فرمایا)

"ادن منی" نزدیك من آی پس علیؑ نزدیك وے رفت وآنحضرت دهن وی را گشوده وآب دهن خود را در دهن او کرد و بین هردو دوش و هردو دست او تفل فرموده؛ ابو لهب گفت "بئس ما حبوت به ابن عمك ان اجابك و ملئت فاه و وجهه بزاقا" بد چیزے به پسرے عم خودبخشیدی که اجابت تو کرد تو دهن و روی او را باب دهن ترساختی! پیغمبر فرمود "ملئته حکمتا وعلما"۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آؤ پس علیؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا منہ مبارک کھول کر اپنا لعاب مبارک انکے منہ میں ڈالا اور دونوں شانوں کے درمیان اور دونوں ہاتھوں پر لگایا تو ابو لہب نے کہا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کو بُری چیز دے بخش دی کہ اس نے تیری بات کو قبول کیا اور تُو نے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو علم و حکمت سے بھر دیا۔(19)

[۱۰] مجمع البیان فی تفسیر القرآن: تالیف علامۃ المحقق قدوۃ المفسرین و امین اللہ والدین الشیخ ابن علی الفضل بن الحسن الطبرسی المتوفی ۵۴۸ھ۔

شیعہ مذہب کے اتنے بڑے محقق اور امین الملۃ والدین نے بھی یہی روایت جو تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر علیؑ کے وصی اور خلیفہ ہونے کا اعلان ہوا تو لوگوں نے ابوطالب کو شرم دلاتے ہوئے کہا کہ "لو" تم بھی اپنے بیٹے کی اطاعت کرو تیرے بھتیجے نے اس کو تیرے اوپر بھی حاکم بنا دیا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو قریب کر کے اس کا منہ کھول کر اپنا لعاب مبارک ڈالا تو ابو لہب نے کہا کے تُو نے اپنے چچا کے بیٹے کو بری چیز دی یہ کہ اس نے تیری بات کو مان لیا اور تُو نے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا، تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو علم و حکمت سے بھر دیا۔ (20)

18۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص ۶۷۔۶۸۔

19۔ تفسیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین، ج ۶، ص ۴۸۸۔

20۔ تفسیر مجمع البیان، ج ۷، ص ۲۰۶، ناشر مکتبہ علمیہ اسلامیہ تہران (ایران).

[۱۱] کتاب تلاش حق: تالیف حضرت علامہ سید شرف الدین موسوی مترجم سید محمد نجفی، نظرثانی سید محمد تقی نقی، ناشر: موسیٰ امام المنتظر قم ایران، اشاعت جنوری ۲۰۰۳ء۔

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۹۴ پر بھی یہی روایت ہے کہ دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان کیا گیا اور اسی دن سے علیؓ نبی کریم ﷺ کے خلیفہ مقرر ہو گئے۔

[۱۲] ترجمہ فرمان علی شیعہ۔

شیعہ مترجم و مفسر السید فرمان علی نے بھی اسی آیت کی تفسیر میں دعوت ذوالعشیرہ کا ذکر کرتے ہوئے یہی روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان دعوت ذولعشیرہ میں کیا گیا۔[21]

[۱۳] تفسیر المیزان: مصنف علامہ فقید (یکتا موتی) سید محمد حسین طباطبائی مترجم فارسی سید محمد باقر موسوی ہمدانی، ناشر: حوزہ علمیہ قم (ایران)۔

شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق و مفسر نے بھی تفسیر المیزان میں وہی روایت نقل کی ہے جو منہج الصادقین میں موجود ہے کہ علیؓ کی خلافت کے اعلان پر لوگوں نے ابو طالب کو شرم دلاتے ہوئے کہا کہ "لو" اب اپنے بیٹے کی اطاعت کرو، اس کے بعد علیؓ کو قریب کر کے لعاب ڈالنے پر ابولہب کا اعتراض کہ تُو نے اپنے چچا کے بیٹے کو بری چیز دے دی، یہ کہ اس نے تیری دعوت کو قبول کیا اور تُو نے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو علم اور حکمت سے بھر دیا۔[22] (تفصیل کے ساتھ یہ عبارت موجود ہے)۔

[۱۴] علل الشرائع: مصنف شیخ الجلیل الاقدم الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن حسن بابویہ القمی المتوفی ۳۸۱ ھ۔

اس میں بھی دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کیا گیا...موجود ہے۔[23]

[۱۵] شیعیت کا مقدمہ: مؤلف حسین الامینی اس کتاب کو اول انعام یافتہ ۲۰۰۳ء کہتے ہیں، اس کتاب کی تقریظ شیعہ مذہب کے مفکر اسلام جناب ڈاکٹر کلب صادق لکھنؤ(انڈیا) نے لکھی ہے کہ شیعت کا مقدمہ شیعہ عقائد و نظریات کو سمجھنے کے لئے ایک دل موہ لینے والی چیز ہے......شیعیت کا مقدمہ شیعہ لائبریری کے لئے ایک قابل قدر اور ایک عمدہ اشاعت ہے بالآخر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک مستند اور عمیق تحقیقی تالیف ہے جو مسلم ریڈرز کو شیعہ کے حقیقی عقائد کو سمجھنے میں مدد دے گی۔

21۔ ترجمہ فرمان علی شیعہ، ص۴۵۰،۴۴۹۔

22۔ تفسیر المیزان، ج ۱۵، ص ۴۷۵۔۴۷۶۔

23۔ علل الشرائع، ج ا، ص ۱۷۰۔

شیعہ مذہب کے اتنے بڑے محقق نے بھی اپنی کتاب ''شیعیت کا مقدمہ'' میں دعوت ذوالعشیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اعلان کا قصہ ذکر کیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت و جانشینی کے بارے میں شیعہ نقطہ نظر (یہ ہے کہ) پیغمبر اسلام نے اپنے خلیفہ اور وصی کا اعلان پہلی دعوت اسلام میں ہی کر دیا تھا۔[24]

اس کے علاوہ یہی روایت:

[۱۶] تفسیر فرات کوفی: جلد ا صفحہ ۱۰۹۔

[۱۷] تفسیر جوامع الجامع: جلد ۲، صفحہ ۶۹۳ میں بھی موجود ہے۔

خلاصہ:

شیعہ محققین و مفسرین کی ان تمام عبارات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے سال ''وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ۔[25] نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتے داروں کی دعوت فرمائی جن کی تعداد ۴۰ بتائی جاتی ہے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی میرے اوپر ایمان لے آئے گا اور میرے کام میں میرا بازو یعنی مددگار بنے گا تو وہ میرا وزیر، وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا، تو تمام مجلس میں سب سے چھوٹے بچے، جو جسم میں بھی کمزور تھے یعنی علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کا وزیر، وصی اور خلیفہ ہونے کے لئے تیار ہوں (گویا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایمان ہی وزارت اور خلافت کے لیے قبول کیا) تو اس پر اہل مجلس نے ابوطالب کو شرم دلاتے ہوئے اس پر استہزاء کرتے ہوئے کہا کہ ''لو'' اب تم بھی اپنے بیٹے کی اطاعت کرو یہ تیرے اوپر بھی حاکم بنایا گیا ہے اور تیرے بیٹے کو تیرے اوپر حاکم بھی تیرے بھتیجے نے ہی بنایا ہے......اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کر کے اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈال دیا تو اس پر ابولہب نے کہا کہ تُو نے اپنے چچا کے بیٹے سے کیسا برا سلوک کیا یعنی کہ اس نے تو تیری دعوت کو قبول کیا اور تُو نے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا، تو اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو حکمت اور علم سے بھر دیا ہے۔

تبصرہ:

اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ علیؓ دعوت ذوالشیرہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے اور یہ بات پورے مکہ میں پھیل گئی ہو گی کہ یہ دیکھو کہ علی رضی اللہ عنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے اور منہ کو تھوک آلودہ کر دیا، تمام مخالفین اس چیز کو لوگوں کے سامنے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہونگے تاکہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

24۔ شیعیت کا مقدمہ، ص ۱۶۲۔۱۶۳، اشاعت نمبر بار چہارم ۲۰۰۴ء۔

25۔ الشعراء آیت نمبر ۲۱۴۔

سے نفرت کریں کہ یہی ان کا مقصود تھا لیکن دوسری طرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ماننے والے یعنی صحابہ کرام دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہوں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا وزیر اور خلیفہ ہے اس لئے آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو علم وحکمت سے بھر دیا اور اسی طرح ابوطالب پر علی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنانے پر بھی طعنہ زنی ہوتی رہی ہو گی۔ ظاہر ہے کہ جتنا اس پر اختلاف بڑھتا رہا اتنا ہی یہ قصہ مشہور ہوتا گیا ہوگا اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مشہور ہوتی رہی ہوگی، اس لئے شیعہ مصنفین نے لکھا ''والقصة بذالک مشهورة''۔[26]

نتیجہ :

شیعہ مذہب کے ان بڑے بڑے محققین و مفسرین علامہ وفہامہ کی اجماعی تحقیق کا نتیجہ واضح طور پر یہ ہوا کہ بعثت نبوی ﷺ کے تیسرے سال آیت کریمہ ''وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کی دعوت طعام کر کے اعلان فرمایا کہ میں تمہارے پاس بشیر و نذیر بن کر آیا ہوں تم میں سے جو میری بات کو مانے گا اور اس کام میں میرا بازو یعنی مددگار بنے گا تو وہ میرا وزیر، وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے تین دن ان کی دعوت طعام کرکے ایمان لانے اور خلیفہ ہونے کی دعوت دی لیکن دو دن تو کسی نے بھی اقرار نہیں کیا سارے چلے گئے، یہاں تیسرے دن علیؓ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں آپؐ نے تین بار اس جملے کو دہرایا ہر بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر عرض کرنے لگے کہ میں آپ ﷺ پر ایمان لانے اور خلیفہ بننے کے لئے حاضر ہوں جس کے نتیجے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان عام کیا گیا، اسی دن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ مشہور ہونے لگا۔ جیسے جیسے دعوت ذوالعشیرہ کا قصہ مشہور ہوتا گیا تو ویسے ہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی شہرت عام ہوتی رہی اور جس طرح مصطفی کریم ﷺ کی رسالت کے مخالف طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہے اور دوسری طرف مصطفی کریم ﷺ کی دعوت پر جو مسلمان ہوتے گئے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے عقیدہ رسالت کے پیغام کو مضبوط کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بھی مخالفین کے اعتراضات تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ابو طالب کے چھوٹے بچے کو خود ابوطالب جیسے اپنے قبیلے کی معتبر شخصیت پر حاکم بنایا گیا، اور دوسرا یہ کہ محمد ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کی کس طرح توہین کی کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسکی دعوت کو قبول کیا اور محمد ﷺ نے اس کو بجائے شاباش دینے کے اس کے منہ اور چہرے کو تھوک سے بھر دیا، تو ان اعتراضات کا جواب بھی مسلمانوں کی طرف سے مخالفین کو ملتا رہا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے جو ہوا وہ برحق ہے اور رسول اللہ ﷺ جو اپنا لعاب مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا تو آپ ﷺ نے اس کو حکمت اور علم سے بھر دیا۔

26- تفسیر التبیان، ج۸، ص۶۱۔

اس نتیجے کی بنیاد پر مذہب شیعہ میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل مانا جاتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبوت کے تیسرے سال ایمان لائے تھے اور خلافت کے لئے ایمان لائے تھے۔ بہر حال نبوت کے تیسرے سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مشہور ہوئی۔

یہ تھا شیعہ محققین کی تحقیق کا پہلا رخ جس کو ہم نے باحوالہ نقل کیا، اس کے بعد ہم دوسرے رخ کو دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا ہے؟

دوسرا رخ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پیغام آخری حکم تھا جس کا پہلے حکم نہیں کیا گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ڈر کی وجہ سے یہ پیغام نہیں پہنچا رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور کیا، تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ" مبہم الفاظ کی صورت میں یہ پیغام پہنچایا۔

[۱] نور الثقلین: تالیف المحدث الجلیل العلامہ الخبیر الشیخ عبد علی بن جمعۃ العروسی صححہ و علق علیہ الحاج السید ہاشم الرسولی (المتوفی ۱۱۱۲) المطبعۃ العلمیہ بقم (ایران)۔

قال ابو جعفر و کانت الفریضۃ تنزل بعد فریضۃ الاخری و کانت الولایۃ آخر الفرائض و انزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم"......قال ابو جعفر یقول اللہ عزوجل لا انزل بعدھا فریضۃ قد اکملت لکم الفرائض، ابو جعفرؑ (امام باقرؒ) نے فرمایا: ایک فرض کے بعد دوسرا فرض نازل ہوتا تھا اور ولایت آخری فرض نازل ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ......الآیۃ۔[27] (یعنی ولایت علیؓ کا حکم آخر میں نازل ہوا)

شیخ صدوق نے "امالی الصدوق" میں اپنی مرفوع (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک) سند سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ آیت "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ"....الآیۃ، نازل فرمائی ہے یعنی "فی ولایتك" اے علی تیری ولایت کے بارے میں ہے۔ "وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" یعنی اگر آپ نے یہ عمل نہیں کیا تو رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا "ولو لم ابلغ ما امرت بہ من ولایتك لحبط عملی" یعنی اگر میں نے تیری ولایت کی تبلیغ نہیں کی تو یقیناً میرے عمل برباد کئے جائیں گے۔[28] (نعوذ باللہ)

کتاب الاحتجاج طبرسی میں مصنف نے اپنی اسناد سے محمد بن علی امام باقرؒ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے "یقول فلما بلغ غدیر خم قبل الجحفۃ بثلاثۃ امیال اتاہ جبرئیل عہ علی خمس ساعات مضت من النہار بالزجر والانتہار والعصمت من الناس.... "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ"۔ یعنی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم پر پہنچے جو مقام جحفہ سے تین میل پہلے ہے، تو دن کے پانچ گھنٹے گزرنے کے وقت (دن گرم ہو چکا تھا) جبرئیل ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکوں اور لوگوں سے بچانے کا ذمہ لے کر آئے اور یہ آیت کریمہ سنائی "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ.... الآیۃ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کروایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر علیؑ کے بارے میں ایک آیت نازل فرمائی ہے اور اگر میں وہ حکم نہیں پہنچاتا "فتحل لی قارعۃ لا یدفعہا عنی احد" اسکی طرف سے میری پکڑ ہوگی اور اس سے کوئی ایک

27۔ نور الثقلین، ج ۱، ص ۶۵۲، حدیث نمبر ۲۹۱۔

28۔ نور الثقلین، ج ۱، ص ۶۵۴، حدیث نمبر ۲۹۶۔

مجھے نہیں بچا سکے گا.... "لانہ قد اعلمنی انی لم ابلغ ما انزل الی فما بلغت رسالتہ وقد ضمن لی تبارک وتعالی العصمۃ وھو اللہ الکافی.... یعنی فی الخلافۃ لعلی ابن ابی طالب علیہ السلام".... الخ یعنی اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ جو میرے اوپر نازل کیا گیا ہے وہ نہیں پہنچاؤں گا تو فرمایا تُو نے رسالت کا کوئی حکم نہیں پہنچایا اور حفاظت کی اس نے ضمانت لی ہے، وہ اللہ کافی ہے۔ پھر جبرئیل نے یہ وحی بتائی اے رسول اللہ ﷺ جو تیرے اوپر یعنی علی بن ابی طالب کی خلافت کا حکم نازل کیا گیا ہے وہ پہنچاؤ، اگر نہیں پہنچایا تو رسالت نہیں پہنچائی اور اللہ لوگوں کے شر سے تیری حفاظت فرمائے گا۔[29]

[۲] تفسیر انوار النجف: ہجرت کے دسویں سال جناب رسالتمآب ﷺ نے حج بیت اللہ کا قصد فرمایا تو لوگوں میں اعلان کر دیا گیا...... ساتھ جانے والوں کی تعداد کم از کم نوے ہزار "۹۰۰۰۰" اور زیادہ سے زیادہ سوا لاکھ تھی اور یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو مدینہ سے ہم رکاب ہو کر گئے تھے اور یمن، طائف اور دیگر اطراف سے جو لوگ مکہ میں شریک حج ہوئے تھے وہ ان کے علاوہ تھے...... حج سے واپس ہو کر مقام غدیر پر پہنچے یہ جمعرات کا دن اور ۱۸ ذوالحج کی تاریخ تھی پس جبرئیل امین خداوند کریم کی جانب سے "یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ...... الآیۃ، کا پیغام لائے اور حکم سنایا کہ علیؑ کو لوگوں کا امام وہادی مقرر فرمائیں...... نقل روایت کا غیر معمولی اہتمام صاف بتاتا ہے کہ اسلامی احکام و فرائض میں جو مقام اس حکم (ولایت) کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں، کیوں نہ ہو جب صاف لفظوں میں کہا گیا کہ اگر یہ تبلیغ نہیں کی تو کوئی تبلیغ نہیں کی...... یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؑ کی ولایت کے اعلان کا حکم پہنچا، تو حضور ﷺ چونکہ جانتے تھے کہ منافق لوگ باتیں بنائیں گے اور نہ مانیں گے اور ممکن ہے اختلاف کر کے علم بغاوت کھڑا کر دیں تو خداوند کریم نے اس امر کی ضمانت دی کہ ان کے فساد کا میں ضامن ہوں اور آپ کو محفوظ رکھوں گا (آپؐ کو جان کا خطرہ تھا) بہر کیف حضور ﷺ کو مسلمانوں کی چیرہ دستیوں کا خطرہ لاحق تھا لیکن خداوند کریم کی تاکیدی و تہدیدی (جھڑک دینے والے) فرمان کے بعد حضور ﷺ نے مجمع عام میں امیرؑ کی خلافت (فھٰذا علی مولاہ کہہ کر) کا اعلان فرمایا۔[30] (یعنی ولایت علیؓ کا حکم سب سے آخر میں نازل ہوا)۔

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا تھا کہ لوگوں کو دو گواہوں سے حق مل جاتا ہے لیکن حضرت علیؓ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار گواہوں کے باوجود حق نہ مل سکا۔[31] (حق کس پر تھا؟ جبکہ شیعہ مذہب میں ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ کے ذمے ہے لوگوں کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے)۔

[۳] القرآن المبین یعنی تفسیر المتقین: از حضرت امداد الملت والدین العلامہ السید امداد الحسین الکاظمی المشہدی، ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور، اس شیعہ مصنف نے تفسیر صافی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تفسیر الصافی صفحہ ۱۲۹ پر بحوالہ کافی جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے اعلان کا حکم جمعہ کے

29۔ نور الثقلین، ج ۱، ص ۶۵۵ / ۶۵۴، حدیث ۲۹۸۔

30۔ تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف، ج ۵، ص ۱۳۹ تا ۱۴۴، مصنف علامہ حسین بخش جاڑا۔

31۔ تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف، ج ۵، ص ۱۴۳۔

دن اور عرفہ کے دن آیا تھا، آیت ولایت اسی دن نازل ہوئی تھی اور دین کی تکمیل بھی علیؑ کے اعلان ولایت پر ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے عرض کی کہ میری امت ابھی ابھی کفر سے اسلام میں داخل ہوئی ہے اگر میں اپنے ابن عم کے بارے میں اطلاع دوں گا تو کوئی کچھ کہے گا تو کوئی کچھ، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے زبان سے کسی سے نہیں کی تھی صرف میرے دل میں ہی ایسا خیال گزرا تھا کہ خدا کا دوسرا حکم پہنچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا اگر میں نے اس حکم کو نہ پہنچایا چنانچہ یہ آیت "یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ......الآیة، پوری کی پوری نازل ہوئی......(جس میں ہے کہ علیؑ کی خلافت کا اعلان نہیں کیا تو رسالت کا حق ادا نہیں کیا) چنانچہ امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ چونکہ جناب رسول خدا ﷺ خلق خدا پر، خدا کے علم اور اس کے دین کے امین تھے جو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا تھا امانت کا حق ادا کر گئے۔ نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے رسول ﷺ کو ولایت علی رضی اللہ عنہ کا حکم دیا اور ان پر آیت إِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ......الآیة نازل فرمائی اور اولو الامر کی اطاعت واجب کی مگر لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا چیز ہے بس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ولایت کی تفسیر ان کے لیے ایسے بیان کر دے جیسا کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی تفسیر کی تھی۔ جب خدا کا یہ حکم پہنچا تو آنحضرت ﷺ کو کسی قدر تردد (شک) ہوا، ڈر یہ تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں اور میری تکذیب نہ کریں پس اللہ کی طرف سے رجوع کیا......ادھر سے وحی نازل ہوئی "یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ.....الآیة۔[32]

[۴] ترجمہ و تفسیر مقبول احمد: مصنف دقیقہ شناس رموز قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد دہلوی۔

الجوامع میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ علی المرتضیٰ کو بجائے اپنے کُل آدمیوں کا حاکم مقرر کر دیں اور لوگوں کو بھی اس عمل سے مطلع کر دیں پس آنحضرت کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ امر میرے صحابہ میں سے ایک گروہ کو ناگوار گزرے گا اور لوگ یہ کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ اپنے ابن عم کے نفع کے لیے کہہ رہے ہیں، اس وقت یہ آیت ("یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ...... الآیة)[33] نازل ہوئی اور بروز غدیر خم آنحضرت ﷺ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لوگوں کو دکھایا اور بتلایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" ...... مصنف نے آگے اصول کافی کی وہی روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ ولایت جناب امیر المؤمنین کا حکم جمعہ کے دن یوم عرفہ کو آیا تھا اور خدا کا یہ حکم تھا کہ اکمال دین اور اتمام نعمت علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا حکم دینے پر موقوف ہے۔ جناب رسالتمآب ﷺ نے عرض کیا کہ میری امت چونکہ ابھی ابھی کفر سے داخل اسلام ہوئی ہے تو اگر میں اپنے ابن عم کے بارے میں یہ اطلاع دوں گا تو کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ... تو خدا کا دوسرا حکم تاکیدی پہنچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا اگر میں اس حکم کو نہ پہنچاؤں، چنانچہ پوری آیت "یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ...... الآیة نازل ہوئی۔[34]

32۔ تفسیر المتقین، سورہ مائدہ آیت ۶۷ کی تفسیر، ص ۱۵۳۔

33۔ سورۃ المائدہ آیت ۶۷۔

34۔ ترجمہ مقبول ص ۱۸۸، مذکورہ آیت کی تفسیر میں۔

اور اسی مصنف نے کافی کی روایت نقل کی ہے کہ جناب امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ ایک فریضہ کے بعد دوسرا فریضہ برابر نازل ہوتا رہا تھا اور ولایت و امامت سب سے آخری فریضہ ہے اس کے نازل ہو چکنے کے بعد خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ"(35)...... گویا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب میں کوئی اور واجب نازل نہیں کروں گا۔(36) (یعنی حضرت محمد باقرؒ صاف بتا رہے ہیں کہ ولایت علیؓ کا حکم سب احکام سے آخر میں نازل ہوا)۔

احتجاج طبرسی میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ مدینہ منورہ سے حج کرنے چلے اس حالت میں کہ اپنی قوم کو سوائے حج اور ولایت کے کُل احکام پہنچا چکے تھے۔ جبرئیل امین آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ......اب آپ پر دو واجب باقی ہیں جن کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی قوم کو پہنچادیں ایک فریضہ حج اور دوسرا فریضہ ولایت و خلافت (اس کے بعد مصنف نے ایک لمبی کہانی ذکر کی ہے) جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حج کے لیے لوگوں میں اعلان کیا اور "ستر ہزار" یا ان سے بھی زیادہ لوگ حج پر آئے جب آنحضرت ﷺ نے موقف میں جا کر قیام فرمایا تو جبرئیل امین نے آکر اللہ کا حکم سنایا کہ اب اپنے وصی اور خلیفہ کا اعلان کر دے...... پس جناب رسول خدا ﷺ اپنی قوم سے عموماً اور اہل نفاق و شقاق سے خصوصاً اندیشہ ناک (خوفناک) تھے کہ یہ پھوٹ ڈالیں گے اور کفر کی طرف عود کریں گے اس لیے جبرئیل امین سے کہا کہ پروردگار عالم سے سوال کرو کہ لوگوں کے شر سے مجھے محفوظ رکھے (یعنی جان کا خطرہ تھا)...... پھر جس وقت مسجد خیف میں پہنچے تو جبرئیل پھر حکم لائے مگر منجانب اللہ حفاظت کا وعدہ نہیں آیا یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ کے مابین "کراع الغمیم" تک پہنچے پھر جبرئیل امین وہی حکم لائے مگر حفاظت کا وعدہ اب بھی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! مجھے اپنی قوم سے اندیشہ (خوف) ہے، پھر جب غدیر خم پر پہنچے تو اس وقت جبرئیل انتہائی تاکیدی حکم مع وعدہ حفاظت لے کر آئے فرمایا "یَآ اَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ...... الآیۃ، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک طویل خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ اللہ نے اس وقت مجھ پر جو حکم نازل کیا ہے اگر میں اسے نہ پہنچاؤں گا تو گویا میں نے اسکی رسالت ہی نہیں پہنچائی اور اس بات کی ضمانت فرمائی ہے کہ وہ مجھے آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔.... جبرئیل میرے پاس تین مرتبہ آئے کہ میں ہر گورے اور کالے کو یہ اطلاع دوں کہ علی بن ابی طالب میرے بھائی اور میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔ اے لوگو! میں نے جبرئیل امین سے خواہش کی کہ خدا تعالیٰ مجھے اس حکم کو تم تک پہنچانے سے معافی دے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ متقی تم میں بہت کم ہیں اور منافق زیادہ ہیں...... مگر اللہ تعالیٰ نے میرا یہ کوئی عذر قبول نہیں فرمایا۔(37)

نوٹ:

اس میں ہے کہ آپؐ لوگوں سے ڈر کی وجہ سے بار بار اللہ کا حکم پہنچانے سے انکار کر رہے تھے کہ اس حکم کے پہنچانے سے مجھے

35۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۳۔

36۔ ضمیمہ مقبول، ص ۱۰۰۔

37۔ ضمیمہ مقبول، ص ۱۰۰ تا ۱۰۷۔

معافی دے، مگر اللہ تعالیٰ نے کوئی عذر قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ ہر گورے اور کالے کو یہ اطلاع دو کہ علی بن ابی طالب میرے بھائی، میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں لیکن آپؐ نے ان میں سے کوئی ایک لفظ بھی نہیں فرمایا بلکہ من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ، مبہم الفاظ کہہ کر بات کو گول مول کر دیا۔

تفسیر عیاشی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ روح الامین عرفہ کی شام کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ولایت علی رضی اللہ عنہ کا حکم لے کر نازل ہوئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ (تنگی محسوس) کی اور کچھ لوگوں کو جن میں سے میں بھی تھا بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا حج میں یہ احکام سنائے جائیں یا نہیں؟ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا (رونے لگے) تو جبرئیل امین نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ امر خدا کے پہنچانے سے تنگ دل ہوتے ہیں؟ (اور گریہ کرتے ہیں؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا پروردگار جانتا ہے کہ قریش کے ہاتھوں سے مجھے کتنی اذیتیں پہنچی ہیں جب کہ انہوں نے میری رسالت کا اقرار نہ کیا تو پروردگار عالم نے ان سے جہاد کا حکم دیا اور آسمان سے میری نصرت کے لئے لشکر بھیجے فرشتوں نے میری مدد کی پھر وہ میرے بعد علی (رضی اللہ عنہ) کی ولایت کا اقرار کیونکر کریں گے؟ یہ سن کر جبرئیل امین چلے گئے اور اس کے بعد پروردگار عالم نے یہ آیت نازل فرمائی "فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهِۦ صَدْرُكَ......الآیۃ، ترجمہ! پس کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تم اس کے کسی حصے کو چھوڑ دو اور تمہارا دل اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پر خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا۔ [38]

نوٹ:

اس میں بھی یہی ہے کہ خلافت علیؓ کا حکم حج کے موقع پر نازل ہوا تھا، اس سے پہلے نہیں ہوا تھا اور آپؐ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے رو رہے تھے اور اللہ کا پیغام نہیں پہنچا رہے تھے۔

[۵] تفسیر المیزان: مؤلف علامہ فقیہ سید محمد حسین طباطبائی، مترجم فارسی سید محمد باقر موسوی ہمدانی، دفتر انتشارات اسلامی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم (ایران)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش اور وہ عرب جو متعصب تھے ان کو توحید خالص کے ماننے اور بت پرستی کے ترک کرنے کی دعوت دی۔ مشرکین عرب کو جو اہل کتاب سے بڑھ کر خونریز اور خطرناک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام اور توحید کی دعوت دی لیکن اس قسم کی تہدید اور حفاظت کا وعدہ جو آج کے دن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے اُس وقت نہ دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام تازہ خطرناک ترین "موضوعاتی است کہ رسول اللہ صہ بتازگی مامور تبلیغ آن شدہ است"، یعنی یہ نیا پیغام انتہائی خطرناک موضوع ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم کیا گیا ہے (کہ اس کے نہ

38۔ سورۃ ھود آیت نمبر ۱۲ ترجمہ مقبول، ص ۳۵۴۔

پہنچانے پر سخت تہدید ہے اور لوگوں سے حفاظت کا وعدہ ہے)۔[39]

"ولازمۃ این معنی اینست کہ مقصود از ((ما انزل)) آں حکم تازہ و مقصود از ((رسالت)) مجموع دین باشد" یعنی اور اس کا لازمی معنیٰ یہ ہو گا کہ "ما انزل" کا مقصود وہ تازہ حکم ہے (علیؑ کی خلافت کا حکم) اور اس کے پہنچانے کا مقصد مجموعہ دین کا (یعنی پورے دین کا) پہنچانا (مقصود) ہو گا۔[40]

(اور المیزان کے مصنف نے تفسیر عیاشی کے حوالے سے جلد ا، اس آیت کی تفسیر میں ۱۵۲ روایت میں لکھا ہے کہ) تفسیر عیاشی میں روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مامور کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے درمیان بعنوان علمیت مقرر کرو۔ "مردم را بولایت وے آگاہی دھد و از ہمیں جھت رسول اللہ صہ ترسید مردم متھمش ساختہ و بزبان بہ طعنش گشودہ بگویند"۔ یعنی لوگوں کو اس کی ولایت سے آگاہ کر دے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے خوف سے کہ لوگ تہمت لگائیں گے اور یہ طعنہ دیں گے کہ تمام مسلمانوں میں علیؑ کو نامزد کیا ہے (پیغام نہیں پہنچایا) تو خدا نے یہ آیت "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ...... الآیۃ نازل فرمائی۔ "ناگزیر رسول اللہ صہ در روز غدیر خم بہ امر ولایت علی عہ قیام نمود۔ تو مجبوراً رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے دن علیؑ کی ولایت کو مقرر کیا۔[41]

اور اسی کتاب میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جس وقت جبرئیلؑ حجۃ الوداع کے موقع پر علیؑ کی ولایت کے اعلان کے متعلق "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ...... الآیۃ، لے کر نازل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ "سہ روز در انجام آں مکث کرد تا رسید بہ جحفہ و در ایں سہ روز از ترس مردم دست علی را نگرفت و او را بالائے دست خود بلند نہ کرد" یعنی تین دن تک رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ڈر سے علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بلند نہیں کیا حتیٰ کہ مقام "جحفہ" تک پہنچے تو غدیر کے دن جب اس جگہ پہنچے جس کو "مھیعۃ" کہتے ہیں تو آپ ﷺ پر انتہائی بوجھ رکھا گیا اور کوئی چارہ نہ رہا تو آپ نے اچانک نماز کا اعلان کروایا اور اس کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر اعلان فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔[42]

اور صاحب بصائر نے اپنی سند کے ساتھ ابو جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت (بلغ ما انزل) علیؑ کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور کلینی نے کافی میں بھی یہی روایت نقل کی ہے۔[43]

تفسیر مجمع البیان میں طبرسی نے امام جعفر صادقؑ سے اپنے آباؤ اجداد سے روایت ذکر کی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے روز غدیر خم علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر کے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بن ابی طالب مولیٰ ہے اور یہ بات

39۔ تفسیر المیزان ج ٦، صفحہ ٦١۔ سورۃ المائدہ آیت ٦٧ کی تفسیر میں۔

40۔ ایضاً، ج ٦، ص ٦٥۔

41۔ ایضاً، ج ٦، ص ٧٧۔

42۔ ایضاً، ج ٦، ص ٧٧۔

43۔ ایضاً، ج ٦، ص ٧٨۔

مشہور ہو کر نعمان بن حارث فہری تک پہنچی تو حارث نے عرض کیا کہ آپ نے کلمہ لا الہ الا اللہ اور اپنی رسالت کا دستور دیا تو ہم نے اس کی گواہی دی اور آپ نے جہاد، حج، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا (ہم نے عمل کیا) لیکن آپ نے اس تمام اطاعت پر اکتفاء نہیں کیا جب تک کہ اس بچے کو ہمارا سردار مقرر نہیں کیا اور کہا کہ جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔ ابھی بتاؤ کہ یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ حکم بھی اسی اللہ کی طرف سے ہے، حارث بن نعمان فہری نے کہا "اللھم ان کان ھذا ھوالحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء" یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پتھر برسائے اور اس کو ہلاک کر دیا۔[44]

اور تفسیر المیزان کے مصنف نے اس آیت کے بیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ایک حکم دیا جس میں تاکید اور تہدید (دب دینا ہے) وہ یہ کہ "پیغام تازہ این را ببشر ابلاغ کند" یعنی یہ تازہ پیغام لوگوں کو پہنچائیں اور ایک یہ کہ اس پیغام پہنچانے میں جو خطرہ ممکن تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے نگہبانی کا وعدہ دیا۔[45] اور آگے لکھا ہے کہ یہ آیت "جایش اینجا نیست" یعنی یہ آیت (قرآن میں جہاں موجود ہے) اس جگہ کی نہیں ہے...... آگے لکھا ہے کہ "خدا بہ رسول خود در صورتی کہ پیغام تازہ را بہ آنان برساند وعدہ حفظ وحراست از خطرہ دشمنش را بدھد" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس صورت میں کہ یہ تازہ پیغام ان کو پہنچائے تو دشمنوں کے خطرے سے اللہ تعالیٰ حفاظت کا وعدہ دے۔[46] اور آگے لکھا ہے کہ "معلوم می شود پیغام تازہ خطرناک ترین موضوعاتی است کہ رسول صہ بہ تازگی مامور آن شدہ است" یعنی معلوم ہوا کہ یہ تازہ پیغام جس کی تبلیغ پر رسول ﷺ کو تازہ طور پر مامور کیا گیا ہے انتہائی خطرناک ہے۔[47] اور آگے لکھا ہے کہ اس آیت کا رخ اور لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ حکم تازہ نازل ہوا ہے۔ "پس از ھمہ این وجوہ بخوبی استفادہ شد کہ آں چیزی را کہ بتازگی بہ رسول اللہ صہ نازل شدہ" یعنی ان وجوہات سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ چیز جو رسول اللہ ﷺ پر تازہ نازل کی گئی ہے، جس کے ساتھ تاکید بھی ہے۔[48]

تبصرہ:

اس سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا حکم کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد نازل ہوا اور یہ خطرناک موضوع تھا اور تازہ حکم تھا۔ اس کا مطلب کہ پہلے اس کا ذکر تک نہیں ہوا تھا، تب تو امام فرما رہے ہیں کہ یہ آخری حکم تھا اور اس حکم کو امت تک پہچانے میں رسول اللہ ﷺ لوگوں سے ڈر رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تہدید (دھمکیاں) آنے کے بعد بھی

44۔ تفسیر المیزان، جلد نمبر ۶ صفحہ ۸۳، ۸۴۔

45۔ ایضاً، جلد ۶ صفحہ نمبر ۵۹۔

46۔ ایضاً، جلد ۶ صفحہ ۶۰۔

47۔ ایضاً، جلد ۶ صفحہ ۔ ۶۱

48۔ ایضاً، جلد ۶ صفحہ ۶۵۔

مبھم الفاظ میں یہ حکم پہنچایا۔ اس تمام تحقیق کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے علیؓ کی خلافت کا کوئی نہ حکم آیا تھا اور نہ ہی اعلان ہوا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو پہلا رخ جس میں ہے کہ نبوت کے تیسرے سال علیؓ کی خلافت کا اعلان ہوا اور وہ مشہور بھی ہوا تھا اس کو کالی ضرب لگتی ہے اور پہلا رخ بالکل باطل ہو جاتا ہے۔

[۶] البرہان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

شیعہ مذہب کے اتنے بڑے محقق نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں اپنی سند سے ائمہ حضرات سے بارہ عدد روایات نقل کی ہیں۔ ان تمام روایات کا خلاصہ وہی ہے جو دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ پر پہلے نماز، زکوٰۃ، روزہ پھر حج کا حکم نازل ہوا، اس کے بعد ولایت علی رضی اللہ عنہ کا حکم جمعہ کے دن جو عرفہ کا دن بھی تھا نازل ہوا، تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کی چہ مگوئیوں اور ڈر کی وجہ سے یہ حکم نہیں سنا رہے تھے اس طرح تین دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے تاکید کرتے ہوئے غدیر خم کے مقام پر "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ" نازل فرمائی اور ساتھ تنبیہ بھی فرمائی کہ اگر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی ولایت یعنی خلافت کا حکم نہیں پہنچایا تو گویا کہ رسالت کا کوئی حکم نہیں پہنچایا۔ "اتخشی الناس واللہ یعصمک من الناس" کیا تو لوگوں سے ڈرتا ہے؟ پس اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا نازل ہوا۔ (49)

نوٹ! اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اعلان کا حکم تمام فرائض کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے تین دن تک لوگوں کے ڈر کی وجہ سے خلافت کا اعلان نہیں فرمایا، جب غدیر خم پر پہنچے تو یہ آیت کریمہ لے کر جبرئیل امین نازل ہوا جس میں ایک قسم کی دھمکی بھی ہے اور لوگوں سے حفاظت کی ضمانت بھی، اس کے بعد آپ نے فرمایا میں جس کا مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

[۷] تفسیر التبیان: للشیخ طائف ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی المتوفی ۴۶۰ھ ہجری مکتب الامین نجف اشرف (عراق) شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق نے بھی امام باقرؒ اور امام جعفرؒ کا قول نقل کیا ہے۔

ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب نبی کی طرف علیؑ کی خلافت کی وحی فرمائی تو آپ اس بات سے ڈر گئے کہ صحابہ کی ایک جماعت پر یہ اعلان شاق (گراں) گزرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جرأت دلانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی اس میں نبیؐ کو خطاب ہے اور اس کی تبلیغ کا واجب کرنا ہے۔ "وتھدید لہ ان لم یفعل" اور آپ کے لئے اس میں تہدید (دب دینا) ہے، اگر یہ نہیں کیا یعنی علیؑ کو خلیفہ نہیں بنایا تو رسالت کی کوئی بات نہیں پہنچائی۔ (50)

نوٹ! اس سے معلوم ہوا کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حکم سب سے آخر میں آیا اور آپ ﷺ لوگوں سے ڈر کی وجہ سے اس حکم کو نہیں پہنچا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دھمکی دے دی۔

49۔ البرہان فی تفسیر القرآن ج ۱، ص ۴۸۶ تا ۴۹۰۔

50۔ تفسیر التبیان، ج ۳، ص ۵۸۸۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ کی تفسیر میں۔

[۸] تفسیر کبیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین: از تصنیفات عارف ربانی ملا فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی، شیعہ مذہب کے اس کبیر مفسر نے اپنی تفسیر کبیر میں بھی یہی لکھا ہے کہ اس بات پر اہل بیت کا اجماع ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں علی بن ابی طالبؑ کے حق میں نازل ہوئی تھی اور مصنف نے حارث بن نعمان فہری کا واقعہ نقل کیا ہے جس میں ہے کہ ہم نے آپ کی کلمہ شہادت کی دعوت کو قبول کر لیا اور نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد، یہ سارا کچھ ہم نے قبول کیا لیکن آپ اس پر راضی نہیں ہوئے بلکہ اب آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کو تمام مسلمانوں پر امیر بنا دیا۔ کیا یہ محض آپ کی رائے ہے یا اللہ کا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ یہ سن کر وہ اٹھا اور کہنے لگا کہ اے اللہ یہ اگر حق ہے جو محمد (ﷺ) کہتا ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا، تو اس پر پتھر برسے اور وہ ہلاک ہو گیا۔[51] اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے امیر المؤمنین کی ولایت دو بار پیش کی ایک بار نصاریٰ کے سامنے مباہلہ کے وقت تو انھوں نے مباہلہ کرنا چھوڑ دیا اور دوسری بار یوم غدیر میں مسلمانوں کے سامنے پیش کی تو اکثر نے موافقت کر دی۔[52]

نوٹ! اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات ایک ہی بار غدیر خم کے دن کی تھی۔

[۹] تفسیر نمونہ: یہ تفسیر دس علماء و مجتہدین کی باہمی کاوش و قلم کا نتیجہ ہے (ان کے نام صفحہ ۱۵ پر دیکھیں۔ ترجمہ سید صفدر حسین نجفی زیر سرپرستی آیت اللہ العظمیٰ الحاج سید علی رضا سیستانی، زیر نظر استاد محقق آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی، ناشر: مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور۔

(اس میں ہے کہ) انتخاب جانشین پیغمبر ہی آخری کار رسالت تھا (کیونکہ) اس آیت کا ایک مخصوص لب ولہجہ ہے جو اسے اس سے پہلی آیات اور اس کے بعد کی آیات سے ممتاز کرتا ہے۔ اس آیت میں روئے سخن صرف پیغمبر ﷺ کی طرف ہے اور انہی کی ذمہ داری کو بیان کرتی ہے۔ یہ آیت صراحت اور تاکید کے ساتھ پیغمبر ﷺ کو حکم دے رہی ہے کہ جو کچھ ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں۔ اس کے بعد تاکید مزید کے طور پر اس خطرے سے متنبہ کرتا ہے کہ اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو گویا تم نے کوئی کار رسالت انجام ہی نہیں دیا اس کے بعد پیغمبر کے اضطراب اور پریشانی کو دور کرنے کے لیے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا تمہیں انکے خطرات سے محفوظ رکھے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسا ایسا اہم مقصد و مطلب تھا جس کے پہنچانے کے لئے خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو اتنی تاکید کے ساتھ حکم دے رہا ہے؟

"در آں حالیکہ" کہ جب ہم اس سورت کے نزول کی تاریخ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ

51۔ منہج الصادقین، ج ۳، ص ۲۷۳ تا ۲۷۵۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ کی تفسیر میں۔

52۔ ایضاً، ج ۳، ص ۲۷۹۔

سورۃ پیغمبر ﷺ کی عمر کے آخری دنوں میں نازل ہوئی ہے...... حقیقتاً اب وہ کونسا اہم مسئلہ تھا جو پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری دنوں میں باقی رہ گیا تھا کہ مذکورہ بالا آیت اس قسم کی تاکید کر رہی ہے؟...... تو کیا پیغمبر ﷺ کے جانشین کے تعین کے سوا کوئی اور مسئلہ ایسا ہو سکتا ہے جس میں صفات پائی جاتی ہوں؟ اب ہم ان مختلف روایات کی طرف لوٹتے ہیں جو اہل سنت اور اہل تشیع کے متعدد کتابوں میں آیت مذکورہ بالا کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ (مصنف نے اہلسنت علماء کے چودہ عدد نام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ) ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے آیت مذکورہ میں یہی شان نزول بیان کیا ہے (کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور آگے لکھا ہے کہ) اس سے یہ اشتباہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ مذکورہ علماء و مفسرین نے اس آیت کے حضرت علیؑ کی شان میں نزول کو قبول بھی کر لیا ہے بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ان روایات کو (صرف) نقل کیا ہے اگرچہ انہوں نے کسی مشہور روایت کو نقل کرنے کے باوجود قبول نہیں کیا (بلکہ ان میں سند کی کمزوریوں کی وجہ سے انہیں رد کیا ہے)۔

واقعہ غدیر کا خلاصہ:

پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کا آخری سال تھا حجۃالوداع کے مراسم ـــــ پیغمبر اکرم ﷺ کی ہمراہی میں اختتام پذیر ہوئے ـــــ اصحاب پیغمبر کی تعداد ۹۰ ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی ـــــ زوال کا وقت نزدیک تھا آہستہ آہستہ جحفہ کی سرزمین اور اس کے بعد خشک اور جلانے والے "غدیر خم" کے بیابان نظر آنے لگے ـــــ دراصل یہاں پر ایک چوراہا ہے ـــــ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر آخری مقصد اور عظیم سفر کا اہم ترین کام انجام پذیر ہونا تھا ـــــ جمعرات کا دن تھا اور ہجرت کا دسواں سال ـــــ اچانک پیغمبر کی طرف سے ٹھہر جانے کا حکم دیا گیا ـــــ بہر حال ظہر کی نماز پڑھ لی گئی ـــــ رسول اللہ ﷺ نے انھیں آگاہ کیا کہ وہ خداوند تعالیٰ کا ایک نیا پیغام سننے کے لئے تیار ہوں ـــــ جسے ایک مفصل خطبے کے ساتھ بیان کیا جائے گا (اس کے بعد مصنف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' کی رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، اور آگے لکھا ہے کہ):

اعتراضات اور جوابات:

اہم ترین اعتراض جو حدیث غدیر کے سلسلے میں کیا جاتا ہے یہ ہے کہ "مولاہ" کی معانی میں سے ایک معنیٰ دوست اور یار و مددگار بھی ہے اور یہ معلوم نہیں کہ یہاں یہ معنیٰ مراد نہ ہو۔

جواب:

اس بات کا جواب کوئی مشکل اور پیچیدہ نہیں ہے کیونکہ ہر غیر جانبدار جانتا ہے کہ علیؑ کی دوستی کے ذکر کے لیے ان مقدمات و تشکیلات و خشک جلا دینے والے بیابان کے وسط میں خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے دوستی رکھنا ایک بدیہی ترین مسئلہ تھا جو آغاز اسلام سے ہی موجود تھا۔ علاوہ ازیں یہ کوئی ایسا مطلب نہیں تھا جس

کی پیغمبر نے اس وقت تک تبلیغ نہ کی ہو، (یعنی یہ وہ حکم ہو گا جس کی اس سے پہلے پیغمبر نے تبلیغ نہیں کی تھی) بلکہ آپ ﷺ تو بارہا اس کی تبلیغ کر چکے تھے۔ اور یہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی جس کے اظہار سے آپ پریشان ہوں اور خدا کو اس کے لیے تسلی اور حفاظت کی ضمانت دینی پڑے...... کیا مسلمانوں کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے دوستی کرنا کوئی نئی بات تھی جس کے لئے مبارکباد دینے کی ضرورت ہو اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی عمر کے آخری سال میں۔(53)

نوٹ!

شیعہ مذہب کے ان بڑے بڑے آقائوں کی تحقیق کا نتیجہ بھی یہی ہوا کہ مذکورہ آیت کریمہ کا نزول آپ ﷺ کی عمر کے آخری سال میں ہوا اور آیت کریمہ کا انداز بیاں بھی انہوں نے یہ بتایا کہ کوئی ایک نیا پیغام بتایا جارہا ہے جو اس سے پہلے نہیں بتایا گیا دوسرے احکام کی تو آپ ﷺ بارہا تبلیغ کر چکے تھے یہ آخری نیا پیغام ایسا اہمیت والا اور مشکل تھا جو آپ ﷺ اس کے ظاہر کرنے سے پریشان ہوئے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو تسلی اور حفاظت کی ضمانت دینی پڑی اور آیت کریمہ کا نزول بھی خاص علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے تھا اور جو لوگ اس سے حضرت سے دوستی کرنا مراد لیتے ہیں تو شیعہ مصنفین نے ان کو جواب دیا کہ کیا مسلمانوں کی آپس میں ایک دوسرے سے دوستی کرنا کوئی نئی بات تھی؟ اس جواب کا واضح طور پر تقاضا یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں کسی نئی بات کا ذکر ہے اور شیعہ مصنفین کی نظر میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم ہے۔

اس نتیجے کی بنا پر معلوم ہوا کہ اس (آیت کریمہ) سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر تک نہیں ہوا تھا جب ہی تو یہ نیا حکم کہا گیا ہے۔ ایسی صورت میں شیعہ مصنفین کی وہ تمام روایات جو انہوں نے آیت کریمہ ''وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ'' کی تفسیر میں نقل کی ہیں کہ نبوت کے تیسرے سال دعوت ذوالعشیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان ہو گیا تھا یہ تمام روایتیں من گھڑت اور بے بنیاد ثابت ہوئیں کیونکہ خلافت علیؓ کا حکم رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر میں تازہ حکم آیا تھا۔

[۱۰] تفسیر صافی: تالیف فیلسوف الفقہاء، وفقیہ الفلاسفۃ علامہ استاذ العصر، ووحید دھرہ الولی محمد بن المرتضیٰ الحسن الفیض الکاشانی الملقب ''بالفیض'' الکاشانی (المتوفی ۱۰۹۱ھ بیروت لبنان).

شیعہ مذہب کے اس بڑے فلاسافر و محقق نے بھی اپنی تحقیق یہی لکھی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی ولایت کے متعلق نازل ہوئی اور آپ کو حکم ہوا ''ان ینصب علیا للناس وخبرھم بولایۃ فتخوف''، یعنی حضرت علیؑ کو لوگوں پر (حاکم) مقرر کرو اور ان کو اس کی ولایت کی خبر دے دو۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک جماعت سے ڈرتے تھے (اس لئے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر نہیں کر رہے تھے)۔(54)

اور حضرت امام باقرؒ سے روایت ہے کہ ولایت علیؑ کا حکم جمعہ کے دن جو عرفہ کا دن بھی تھا نازل ہوا اور دین کا مکمل ہونا

53۔ تفسیر نمونہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۵ تا ۱۸۶۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ کی تفسیر میں۔

54۔ تفسیر صافی، ج ۲، ص ۵۱۔

ولایت علی بن ابی طالبؑ سے تھا تو رسول اللہ ﷺ نے امت کے خوف کی وجہ سے دل ہی دل میں ولایت علیؑ کو نہ پہنچانے کا سوچا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھمکی کے ساتھ حکم آیا "ان لم ابلغ ان یعذبنی" یعنی اگر میں ولایت علیؑ کی تبلیغ نہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب کرے گا...... امام باقرؑ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فرمایا کہ ولایت علیؑ کی فرضیت کا اعلان کرو تو لوگوں نے نہیں سمجھا کہ یہ کیا ہے "فامر اللہ محمداً ان یفسر لھم الولایۃ کما فسر لھم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج فلما اتاہ ذالك من اللہ ضاق بذالك صدر رسول اللہ وتخوّف۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حکم کیا کہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی طرح ولایت یعنی خلافت علیؑ کو کھول کھول کر بیان کرو۔ جب یہ حکم آیا تو رسول اللہ ﷺ کا سینہ تنگ ہوا اور ڈرنے لگے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور پھر جائیں گے (یہ ہی ڈر تھا کہ غدیر پر بھی کھول کھول کر خلافت علیؑ کا اعلان نہیں کیا)...... امام باقرؑ نے فرمایا: کانت الفریضۃ تنزل بعد الفریضۃ الاخری وکانت الولایۃ آخر الفرائض...... قال یقول اللہ تعالی عزوجل لا انزل علیکم بعدھا فریضاً...... یعنی ایک فرض کے بعد دوسرا فرض نازل ہوتا رہا اور ولایت یعنی خلافت علیؑ آخری فرض تھا...... امام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس (یعنی خلافت علیؑ) کے بعد کوئی فرض نازل نہیں کروں گا۔

اور کتاب الاحتجاج میں امام باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حج کے ارادے سے نکلے "وقد بلغ جمیع الشرائع قومہ غیر الحج والولایت فاتاہ جبرئیل عہ فقال لہ یا محمد ان اللہ عزوجل یقرئك السلام ویقول"......وقد بقی علیك من ذالك فریضتان بما یحتاج ان تبلغھما قومك "فریضۃ الحج و فریضۃ الولایت والخلافت من بعدك" یعنی آپ ﷺ نے حج اور ولایت کے علاوہ تمام شرعی احکام کی تبلیغ فرمائی تھی تو جبرئیل نے آکر کہا یا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں کسی نبی اور رسول کو دین مکمل ہونے سے پہلے نہیں اٹھاتا اور تحقیق آپ پر دو فرض باقی ہیں جو اپنی قوم کو پہنچانے کی ضرورت ہے ایک حج اور دوسرا آپ کے بعد ولایت اور خلافت کا فرض (اس کے بعد اس روایت میں ہے کہ) آپ ﷺ نے جب موقف یعنی عرفہ پر قیام فرمایا تو جبرئیل نے آکر اللہ کا سلام دے کر پیغام دیا کے علی بن ابی طالبؑ کو میرے بندوں پر اپنا خلیفہ مقرر کرو اور ان کو بتاؤ کہ جو اس کو پہچانے وہ مومن ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر اور جو اس کی بیعت میں کسی کو شریک کرے وہ مشرک ہے۔ "فخشی رسول اللہ صہ قومہ......وسال جبرئیل ان یسال ربہ العصمت من الناس......فاخر ذالک الیٰ ان بلغ مسجد الخیف فاتاہ جبرئیل فی مسجد الخیف فامرہ......حتیٰ الیٰ کراع الغمیم بین المکہ والمدینہ فاتاہ جبرئیل وامرہ فقال یا جبرئیل انی اخشی قومی ان یکذبونی ولا یقبل قولی فی علی فرحل فلما بلغ غدیر خم قبل الجحفۃ ثلاثۃ امیال اتاہ جبرئیل علی خمس ساعات من النھار بالزجر والانتھار والعصمت من الناس...... یا ایھا الرسول بلغ......الآیۃ۔

تو رسول ﷺ اپنی قوم سے ڈر رہے تھے اور جبرئیل امین سے کہا کہ وہ اللہ سے سوال کرے کہ وہ مجھے لوگوں سے بچائے...... تو مسجد خیف تک علیؑ کی خلافت کے اعلان کو مؤخر کر دیا (ٹال دیا) پھر مسجد خیف (منیٰ) میں جبرئیل نے آکر حکم کیا کہ علیؑ کے خلافت کا اعلان کرو لیکن لوگوں سے بچانے کی اللہ کی طرف سے کوئی ضمانت نہیں لایا (پھر بھی آپ ﷺ نے اللہ کا

پیغام نہیں پہنچایا) حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان "کراع الغمیم" مقام پر پہنچے پھر جبرئیل نے آکر اللہ کا وہی حکم سنایا (کہ علیؑ کی خلافت کا پیغام پہنچاؤ) لیکن لوگوں سے بچانے کی کوئی ضمانت نہیں آئی (آپ ﷺ نے پھر بھی پیغام نہیں پہنچایا) پس جب خم غدیر جو جحفہ سے تین میل پہلے ہے پہنچے، جبرئیل دن چڑھے اللہ کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں لے کر آئے اور لوگوں سے بچانے کی ضمانت بھی لے آئے......اور یہ آیت سنائی "یاایھا الرسول بلغ.....الآیۃ۔ پھر جب اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا تو آپ نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ اگر میں یہ پیغام نہیں پہنچاتا "فیحلی منہ قارعۃ لایدفعھا عنی احد" تو میں عذاب کا مستحق ہو جاؤں گا اور مجھے اس سے کوئی نہیں بچا سکے گا (اور اس میں یہ بھی ہے کہ) "ان جبرئیل ھبط الی مراراً یامرنی" جبرئیل میرے پاس بار بار آکر حکم کرتا رہا (لیکن میں ٹالتا رہا) اور اس میں یہ بھی ہے کہ "وسئلتُ جبرئیل عہ ان یستعفی لی عن تبلیغ ذالک الیکم" کہ میں نے جبرئیل سے سوال بھی کیا کہ وہ اس (یعنی خلافت) کی تبلیغ کی میرے لیے اللہ سے معافی طلب کرے......وکل ذالک لایرضی اللہ منی الا ان ابلغ ما انزل الی ثم تلا یاایھا الرسول بلغ......الآیۃ لیکن کسی صورت میں بھی اللہ میرے سے راضی نہیں ہوا سوائے اس کے جو اس نے نازل کیا وہ پہنچاؤں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت "یاایھا الرسول بلغ.....الآیۃ تلاوت فرمائی۔[55]

نوٹ!

شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق نے بھی صاف طور پر لکھا ہے کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حکم تمام فرائض کے آخر میں نازل کیا گیا یعنی اس سے پہلے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حکم نہیں آیا تھا اور یہ بھی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ پر انتہائی زور تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمائیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہی دین کی تکمیل ہونی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ لوگوں کی مخالفت کا بہانہ بناتے ہوئے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان نہیں فرما رہے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ حج کے موقع پر جو اجتماع ہوا ہے، جو دوسری جگہ ممکن نہیں اور اتنے بڑے اجتماع میں مقام عرفات پر بھی آپ ﷺ نے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔ پھر مسجد خیف میں بھی جبرئیلؑ کے آنے کے باوجود پیغام نہیں پہنچایا اور پھر "کراع الغمیم" کے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا کہ اس مقام پر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کرو تب بھی آپؐ نے اعلان خلافت نہیں فرمایا تو بالآخر غدیر خم کے مقام پر جہاں سے یہ اجتماع منتشر ہونا تھا، ہر ایک اپنے اپنے علاقے کی طرف جانے والا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں دے کر پیغام بھیجا کہ اگر آپ نے اس مقام پر بھی علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کہ علی بن ابی طالب کو میرے بندوں پر اپنا خلیفہ مقرر کرو اور ان کو بتاؤ کہ جو اس کو پہچانے وہ مومن، اور جو انکار کرے وہ کافر اور جو اس کی بیعت میں کسی کو شریک کرے وہ مشرک ہے، اگر ان الفاظ میں اعلان نہیں کیا تو سمجھ لو کہ آپ نے رسالت کا کوئی حکم نہیں پہنچایا یا باقی رہا آپ کو لوگوں کا ڈر تو اس کی میں ضمانت لیتا ہوں کہ لوگ آپ کو کچھ نہ کر سکیں گے (لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے اس طرح کہ علیؓ میرا خلیفہ ہے جو اس کو پہچانے وہ مومن اور جو انکار کرے وہ کافر اور جو اس کی بیعت میں کسی کو

55. تفسیر صافی، ج ۲، ص ۵۱ تا ۵۸ بیروت۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ کی تفسیر میں۔

شریک کرے وہ مشرک، ان الفاظ میں اعلان نہیں کیا)۔

[۱۱] ترجمہ و تفسیر: از فاضل جلیل حجت الاسلام سید فرمان علی، ناشر: چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور۔

(اس حجۃ الاسلام نے بھی اپنی تحقیق یوں لکھی ہے کہ) سچ یوں ہے کہ جناب رسالتمآب ﷺ ایک عرصہ سے چاہ رہے تھے کہ علی بن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیں، مگر کچھ ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام نہیں کرتے تھے۔ آخر خدا نے یہ تاکیدی حکم یعنی علیؑ کو اپنا خلیفہ نامزد نہ کیا تو رسالت کا کوئی حق ہی ادا نہ کیا (یہ حکم) نازل کیا تب تو حضرت مجبور ہو گئے اور ایک مقام پر جس کا نام غدیر خم تھا ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے اپنا خلیفہ نامزد کیا (لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے صاف لفظوں میں خلیفہ نامزد نہیں کیا)۔[56]

[۱۲] حق الیقین: از تالیفات علامہ سید محمد باقر مجلسی، انتشارات علمیہ اسلامیہ بازار شیرازی ایران۔

حدیث غدیر خم امیر المومنین کی امامت کے لئے نص صریح اور متواتر ہے...... مکہ میں جبرئیل امین حجۃ الوداع کے موقع پر آئے اور رسول خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچا کر حکم فرمایا کہ علیؑ کو لوگوں کا ہادی اور پیشوا مقرر کرو یہ سن کر آنحضرت ﷺ اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک تر ہو گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! میری قوم ابھی ابھی جاہلیت و کفر سے نکلی ہے پس اگر میں ان پر کسی اور کو مسلط کروں گا تو کیسے مان سکتے ہیں؟ جبرئیل واپس چلا گیا...... پھر جبرئیل آیا اور کہا کہ ''یا محمد تمام کن امر خلافت علی را'' یعنی علیؑ کی خلافت کا کام پورا کرو پھر آنحضرت ﷺ نے جبرئیل کو منافقوں کی تدبیر سے آگاہ کیا ''پس جبرئیل بالا رفت'' پھر جبرئیل اوپر گیا..... آگے مصنف نے تفسیر صافی والی پوری روایت ذکر کی ہے جس میں ہے کہ آپ نے سارا دین پہنچایا ہے، ابھی دو امر عظیم باقی ہیں جو لوگوں کو تم نے نہیں پہنچائے، ایک حج اور دوسرا خلافت (اور اس میں ہے کہ) بار بار جبرئیل امین آتا رہا اور ہر بار رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ڈر سے اللہ کے حکم کو ٹالتا رہا، عرفات میں حکم نہیں پہنچایا پھر مسجد خیف میں جبرئیل آیا آپ ﷺ نے پھر بھی حکم نہیں پہنچایا پھر ''کراع الغمیم'' پہنچے ''بعض بار جبرئیل آمد ومبالغۃ کرد آنجناب فرمود اے جبرئیل می ترسم'' یعنی ''کراع الغمیم'' پر جبرئیل نے آکر زور ڈالا (لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! میں ڈرتا ہوں...... جب غدیر خم پر پہنچے جو ''جحفہ'' کے قریب تھا تو جبرئیل دن چڑھے ''باشدت و تندی وخطاب مقرون العتاب وضامن شدن عصمت او از شر منافقان اصحاب''۔ یعنی سختی اور ڈانٹ ڈپٹ اور سزا آمیز خطاب اور منافقوں کے شر سے ضمانت کا پیغام ''یا ایھا الرسول بلغ...... الآیۃ لے کر نازل ہوئے۔[57]

56۔ ترجمہ و تفسیر فرمان علی شیعہ، ص ۱۴۲۔ سورۃ المائدۃ کی آیت ۶۷ کی تفسیر میں۔

57۔ حق الیقین فارسی ص ۹۶ تا ۱۰۲۔ اردو ص ۱۰۸ تا ۱۱۶۔

نوٹ!

(اس میں بھی ہے کہ خلافت کا حکم سب سے آخر میں آیا پہلے نہیں آیا تھا لیکن یہ آخری حکم آپؐ لوگوں کی ڈر کی وجہ سے نہیں پہنچا رہے تھے بلکہ رو رہے تھے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں دیکر مجبور کیا تب جا کہ مبہم الفاظ "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" کہہ کر بات کو گول مول کر دیا، رحمانی)۔

[۱۳] اثبات الامامت: از افادات آیت اللہ الشیخ محمد حسین قبلہ النجفی مجتھد العصر والزمان صدر مؤتمر علماء شیعہ پاکستان ناشر: مکتبہ السبطین سرگودھا۔

عالم اسلام کے سب سے مستند و معتبر مفسرین اور محدثین اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت "دا فی ھدایة" ۱۸ ذوالحج، ۱۰ ہجری کو بمقام غدیر خم، سرکار سید المرسلین ﷺ پر جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ آنحضرت ﷺ آخری حج سے واپس تشریف لا رہے تھے (نازل ہوئی)......وہ رسول اکرم ﷺ جو واجب تو واجب استحبابی اوامر کے امتثال میں بھی ذرا بھی تقصیر و کوتاہی نہیں فرمایا کرتے تھے وہ ایسے تہدید آمیز وجوبی حکم کے امتثال (عمل کرنے) میں کس طرح سہل انگیزی کر سکتے تھے؟ جس کی عدم بجاآوری سے تمام کار رسالت کے ضائع ہونے کا فقط شدید خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مقام غدیر خم میں اس آیت مبارک کا نزول ہوا تو باوجود یہ کہ گرمی کی بڑی شدت تھی سایہ کا کوئی انتظام نہیں تھا عام لوگ ظاہری شدت گرما سے اور کچھ لوگ اس کے علاوہ اندرونی آتش حسد کی حِدت (آگ) سے کباب ہوئے جاتے تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان امور کی پرواہ نہ کی اور خود وہیں رحل اقامت ڈال دیا اور پالانوں کا ممبر تیار کر کے اس فریضہ کی تبلیغ شروع کی.....اور فرمایا" من کنت مولاہ فعلی مولاہ......الخ

لفظ مولیٰ:

واضح رہے کہ لفظ مولا کلام عرب میں چند معنوں میں استعمال ہوا ہے (یعنی تشابہ ہے) من جملہ ان کے آزاد کردہ غلام، بیٹا، چچازاد بھائی، مددگار، دوست، سردار و حاکم۔ یہاں تک کہ بعض محققین نے اسکی ستائیس معنیٰ شمار کئے ہیں (لیکن ایک معنیٰ بھی اس کا خلیفہ نہیں ہے، رحمانی)...... لیکن اس مقام پر اس سے قطعاً آخری معنیٰ (اولیٰ بالتصرف) یعنی سردار و حاکم مراد ہیں کیونکہ یہاں پر ایسے قرائن و دلائل عقلیہ و نقلیہ موجود ہیں جو بتاتے ہیں کہ یہاں اس لفظ سے مراد فقط اولیٰ بالتصرف ہی ہے نہ صرف محب اور نہ کوئی اور معنیٰ۔ جب ان قرائن کی روشنی میں اس لفظ کا بمعنیٰ اولیٰ بالتصرف ہونا ثابت ہو جائے گا تو اس کا خلافت و امامت حضرت امیر المومنینؑ پر نص ہونا بھی واضح و آشکار ہو جائے گا (لیکن تشابہ الفاظ سے کوئی قطعی حکم ثابت نہیں ہوتا)۔

دوسرا قرینہ:

اس حدیث شریف میں حضرت امیر المومنینؑ کی وہ خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں، جس میں اور کوئی شخص آپ کا سہیم و شریک

نہیں اور نہ خود آپ کو آج سے پہلے یہ خصوصیت حاصل تھی اور یہ مطلب جب ہی متحقق ہو سکتا ہے کہ جب اس لفظ سے مراد اولیٰ بالتصرف (خلیفہ) مراد لیا جائے کیونکہ ناصر و محب ہونا ایسی عمومی صفات ہیں جن میں سب مومنین باہم شریک ہیں اور جناب امیرؑ کو بھی آج سے پہلے یہ صفات حاصل تھیں۔

نوٹ:

(یعنی اس سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صرف خلیفہ نہیں کہا گیا تھا اور نہ ہی خود آپ کو آج سے پہلے یہ خصوصیت حاصل تھی۔ ماننا پڑیگا کہ آج ایک ایسی چیز اور اہم کام کے انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے جس میں کوتاہی کرنے سے سب کار رسالت ضایع ہو رہا ہے اور وہ خلافت امیر المؤمنین ہی ہے)۔

تیسرا قرینہ:

اگر یہی عمومی معانی از قسم نصرت و محبت مراد ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر اہتمام و انتظام جس کا تذکرہ ابھی اوپر کیا جاچکا ہے بالکل لغو وبے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس امر کی تبلیغ کرنا کہ جس کا میں ناصر و دوست ہوں اس کے علی بھی ناصر و دوست ہیں کوئی ایسا اہم کام نہیں جس کے انجام نہ دینے سے پوری رسالت پر پانی پھرتا ہو۔ علاوہ بریں ان معانی کی کئی دفعہ پہلے بھی تبلیغ ہو چکی تھی (یعنی صرف خلافت کی تبلیغ نہیں ہوئی تھی)۔ ملاحظہ ہو آیت مودۃ اور حدیث علیؑ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض کفر و نفاق ہے اور دوسری حدیث جس نے علیؑ سے محبت کی یقیناً اس نے میرے سے محبت کی اور دوسری بھی بہت سی احادیث ایسی ہیں (اس لیے) ماننا پڑے گا کہ آج ایک ایسے نئے اور اہم کام کے انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے کہ جس میں کوتاہی کرنے سے سب کار رسالت ضائع ہو رہا ہے وہ کام عملی اعلان امامت و خلافت حضرت امیر المومنین ہی ہے۔ (58)

نوٹ:

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم ایسا اہم تھا کہ اس کی تبلیغ میں کوتاہی کرنے سے تمام کار رسالت کے ضائع ہونے کا فقط خطرہ ہی نہیں بلکہ یقین تھا اور مولا سے مراد خلیفہ ہی ہے کیونکہ محب اور دوست جیسے القاب تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پہلے ہی مل چکے تھے۔ آج ایک نیا اور اہم لقب دینا تھا جو اس سے پہلے نہیں دیا گیا تھا اور وہ تھا خلافت کا اعلان۔

نتیجہ:

اس آیت اللہ کی تحقیق کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حکم سب سے آخر میں آیا اور انتہائی تاکید کے ساتھ آیا، اس سے پہلے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا کبھی بھی ذکر تک نہیں ہوا تھا۔ اگر یہ تحقیق حق ہے تو پہلے رخ والی تحقیق کہ نبوت کے تیسرے سال علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان ہو چکا تھا وہ باطل ہے اور اگر وہ تحقیق حق ہے تو یہ تحقیق باطل ہے۔

58۔ اثبات امامت، ص ۱۶۱ تا ۱۶۶۔

[۱۴] شیعت کا مقدمہ: مصنف حسین الامینی شیعہ مذہب کا انعام یافتہ ہے۔

انتہائی قابل غور امر یہ ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرض ہو چکے تھے۔ اب وہ کونسا اہم کام باقی تھا کہ جس کے لئے خداوند متعال کی طرف سے اتنا تاکیدی حکم نازل ہوا، اور عوام الناس کو اس حکم کی اہمیت جتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے یہ فرمارہے ہیں کہ "وان لم تفعل فما بلغت رسالته" یعنی اگر تم نے (اے رسول) یہ بات لوگوں تک نہ پہنچائی تو تم نے رسالت کا کوئی کام بھی سرانجام نہیں دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جارہا ہے کہ "واللہ یعصمك من الناس" یعنی خدا تمہیں لوگوں کی مخالفت سے محفوظ رکھے گا۔ گویا یہ ایسا حکم تھا کہ جس کے سنانے سے لوگوں کی مخالفت کا بھی اندیشہ تھا۔[59] اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۸ پر لکھا ہے کہ شیعہ اس حدیث میں لفظ مولا سے مراد حاکم و سردار لیتے ہیں۔

نوٹ:

اس انعام یافتہ محقق کی تحقیق بھی یہ ہی ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا حکم پہلے نازل ہو چکا تھا، اس کے بعد بھی جو حکم باقی تھا وہ علیؑ کی خلافت یعنی حاکمیت تھا یعنی یہ آخری حکم تھا۔

اس کے علاوہ یہی روایت:

[۱۵] **تفسیر قمی:** مصنف علی بن ابراہیم قمی، جلد ۱ صفحہ ۱۶۲۔

[۱۶] **تفسیر عیاشی:** مصنف محمد بن مسعود ابن عیاش، جلد ۱ صفحہ ۳۲۲۔

[۱۷] **امالی شیخ صدوق:** مصنف شیخ صدوق، جلد ۱ صفحہ ۳۵۵۔

[۱۸] **احتجاج طبرسی:** مصنف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی، جلد ۱ صفحہ ۷۰۔

[۱۹] **جوامع:** مصنف ابی علی الفضل بن حسن الطبرسی، جلد ۱ صفحہ ۳۱۲۔

[۲۰] **مجمع البیان:** مصنف ابی علی الفضل بن حسن الطبرسی، جلد ۳ صفحہ ۱۵۹۔

[۲۱] **البحار:** مصنف ملا باقر مجلسی، جلد ۹ صفحہ ۳۰۶۔

[۲۲] **بصائر:** مصنف محمد بن حسن العطار، جلد ۱ صفحہ ۱، میں بھی موجود ہے۔

59۔ شیعت کا مقدمہ، مصنف حسین الامینی، صفحہ ۱۶۵، اشاعت بار چہارم اگست ۲۰۰۴۔

خلاصہ:

شیعہ مذہب کے مطابق غدیر خم کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے متعلق متواتر احادیث جن پر تمام مفسرین و محدثین اور مؤرخین کا اتفاق بلکہ اجماع ہے ان تمام عبارتوں کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلافت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایسی تاکید کی گئی کہ اگر آپ نے اس حکم کی تبلیغ نہیں کی تو یقیناً آپ نے دین کے کسی حکم کی تبلیغ نہیں کی، ایسی تاکید دین کے کسی دوسرے حکم کو پہنچانے کے لیے نہیں کی گئی تھی۔ [60]

۲۔ آپؐ نے پورے دین کی تبلیغ فرمائی صرف دو فرض باقی رہ گئے تھے ایک حج اور دوسرا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا۔

۳۔ حج کے بعد آخری فرض تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرو۔

۴۔ اس حکم کے پہنچانے میں یعنی علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنگ دل ہو رہے تھے، مضائقہ کا کر رہے تھے، گھبرا رہے تھے اور اتنے رو رہے تھے کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی اور اپنے اصحاب سے ڈرتے تھے اس لئے پیغام نہیں پہنچا رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس تین بار پیغام لے آئے کہ تمام لوگوں کو اطلاع دو کہ علی میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں (لیکن پھر بھی ان الفاظ میں اعلان نہیں کیا)۔ [61]

۵۔ لفظ مولیٰ سے وہ ہی معنیٰ مراد لی جائے گی جو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی شریک نہ ہو اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اسی دن سے پہلے وہ خصوصیت حاصل نہ ہو صرف اسی دن ایک اور اہم عہدہ (یعنی خلافت) معنیٰ مراد ہو۔

۶۔ حارث بن نعمان فہری نے کہا ہم نے آپ کی دین کے تمام کاموں میں اطاعت کی لیکن تم نے ان امور پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اب علی بن ابی طالب کو ہمارے اوپر حاکم بنا دیا کیا یہ آپ کی مرضی ہے یا اللہ کا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اس نے انکار کیا تو اس پر اللہ کا عذاب آیا اور اللہ نے یہ آیت نازل کی ''سال سائل بعذاب واقع.....۔

۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم لے کر جبرئیل امین عرفات میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجمع عام میں اس مقام پر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمائیں آپ نے لوگوں کے ڈر سے اعلان نہیں کیا۔ پھر مسجد خیف کے مقام پر دوبارہ جبرئیلؑ آیا کہ اس مقام پر خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ڈر سے پھر بھی اعلان نہیں کیا۔ پھر ''کراع الغمیم'' کے مقام پر جبرئیل نے آکر کہا کہ اس مقام پر خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان فرمائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے ڈرتے ہوئے اس مقام پر بھی اعلان نہیں کیا حتیٰ کہ اس چوراہے پر پہنچے جہاں سے پورا مجمع ایک دوسرے سے جدا ہونا تھا، جس کا نام غدیر خم تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی دیکھا کہ میرے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان نہیں ہو رہا بالآخر ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکوں کے

60۔ نور الثقلین، ج ا، ص ۶۵۴۔

61۔ ضمیمہ مقبول، ص ۱۰۰ تا ۱۰۷۔

ساتھ پیغام بھیجا کہ اگر اب بھی علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان نہیں کیا تو آپ نے رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ باقی آپ کو لوگوں سے جو اپنی جان کا ڈر ہے تو اسکی میں ضمانت لیتا ہوں کہ لوگوں سے میں آپ کو بچاؤں گا۔ تب آپ نے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان نہ کرنے کی وجہ سے کار رسالت کے ضائع ہونے کے ڈر سے شدید گرمی کے باوجود علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صاف لفظوں میں اعلان کرنے کے بجائے تشابہ یعنی گول مول لفظ "مولیٰ" کہہ کر اور "لفظ مولیٰ" کو محبت کی طرف موڑ کر کہ "اللھم وال من والاہ" یعنی اے میرے اللہ جو علی سے محبت کرے "تُو" بھی اس سے محبت کر۔ اللہ کا حکم بھی پورا کیا اور لوگوں کے نقصان دینے سے بھی بچ گئے۔

[۸] اللہ کی طرف سے تہدید عتاب اور جھڑ کنے کے بعد مجبوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ" (مبہم) الفاظ سے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان فرمایا یعنی صاف لفظوں میں دعوت ذوالعشیرہ کی طرح نہیں فرمایا کہ میرے بعد یہ علی رضی اللہ عنہ میرا خلیفہ ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ ہر گورے وکالے کو یہ اطلاع دو کہ علی بن ابی طالب میرے بھائی، میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔[62]

نتیجہ:

شیعہ مذہب کے بڑے بڑے محققین اور مفسرین و محدثین و مورخین کی تحقیق جو اس دوسرے رخ میں انہوں نے صحیح صریح اور اجماعی و متواتر احادیث سے نقل کر کے لکھا ہے، اس کا واضح طور پر یہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ آخری فریضہ یعنی آخری حکم تھا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی خلافت علی رضی اللہ عنہ کی بات کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے اہم کام کو بڑی شدت اور تاکید کے ساتھ نازل فرمایا تھا کہ اگر آپ نے اس ایک حکم یعنی خلافت علی رضی اللہ عنہ کی تبلیغ نہیں فرمائی تو اتنا بڑا جرم سمجھو کہ آپ نے رسالت کا کوئی ایک حکم بھی نہیں پہنچایا، اس سے پہلے ایسا تاکیدی حکم نازل نہیں فرمایا تھا۔

اس رخ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خلافت علیؓ کے متعلق انتہائی زور ڈانٹ ڈپٹ تہدید و وعید اور خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان نہ کرنے کی صورت میں رسالت کے نہ پہنچانے کی دھمکی بتائی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلافت علی رضی اللہ عنہ کے اعلان سے گھبرانا، تنگ دل ہونا، لوگوں سے ڈرنا، اور رونا بتایا گیا ہے۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجبور ہو کر "من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ" سے مبہم الفاظ میں خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آخری فرض اور آخری اعلان تھا اس سے پہلے کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ اگر یہ رخ اور یہ تحقیق حق ہے تو پہلا رخ اور وہ تحقیق کہ نبوت کے تیسرے سال خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ اعلان والا قصہ مشہور بھی ہو گیا تھا وہ باطل ہے۔ اگر پہلا رخ اور وہ تحقیق حق ہے تو یہ دوسرا رخ اور تحقیق بالکل باطل ہے۔ محترم قارئین اب آگے دیکھتے ہیں کہ کیا ہے؟

62۔ ضمیمہ مقبول ص ۱۰۷ بحوالہ احتجاج طبرسی۔

تیسرا رخ

نبی ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ میرے بعد علیؓ خلیفہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا

[۱] تفسیر صافی: مصنف کا تعارف صفحہ ۱۴ پر دیکھیں۔

’’ وعنہ ((محمد باقر)) علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کان حریصاً علی ان یکون علی عہ من بعدہ علی الناس وکان عنداللہ خلاف ما اراد۔ فقال لہ ’’لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ‘‘ یامحمد فی علی۔ الامر الی فی علی وفی غیرہ...... اقول ’’معنیٰ قولہ ان یکون علی من بعدہ علی الناس ان یکون خلیفۃ لہ علیہم فی الظاھر ایضاً من غیر دافع لہ‘‘۔

ترجمہ! اور اسی (امام باقرؒ) سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ آپ کے بعد علیؓ لوگوں پر خلیفہ مقرر ہو حالانکہ اللہ کے نزدیک (فیصلہ) آپ ﷺ کے ارادے کے خلاف تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا: یا محمد ﷺ خلافت علیؓ کے معاملے میں تیرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے یہ معاملہ (خلافت کا فیصلہ) میرے سپرد ہے، خلافت کا فیصلہ علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ہو یا کسی اور کے...... (اس کے بعد شیعہ مفسر لکھتا ہے کہ) میں کہتا ہوں کہ ’’ان یکون علی من بعدہ علی الناس‘‘ کا معنیٰ ہے کہ علیؓ لوگوں پر ظاہر ظہور خلیفہ مقرر ہو بغیر کسی رکاوٹ کے لیکن اللہ کا ارادہ اس کے خلاف تھا یعنی علیؓ کو خلیفہ بنانے کے۔[63]

[۲] تفسیر فرات الکوفی: عن جابر قرأت عند ابی جعفرؑ ’’لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ‘‘...... الآیۃ، قال فقال ابو جعفر بلی واللہ لقد کان لہ من الامر شَيْءٌ و شَيْءٌ فقلت لہ جعلت فداک ما تاویل قولہ ’’لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ‘‘ قال ان رسول اللہ حرص ان یکون الامر لامیر المومنین من بعدہ فابی اللہ ثم قال و کیف لایکون لرسول اللہ من الامر شی وقد فوض الیہ فما احل کان حلالا الی یوم القیامۃ۔

ترجمہ! جابر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر (امام باقرؒ) کے سامنے ’’لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ‘‘...... الآیۃ، پڑھی تو امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کو بہت ساری چیزوں میں دخل تھا، میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ (اس آیت میں یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ کا حرص تھا کہ آپ کے بعد امر خلافت امیر المومنین علیؓ کے لئے مقرر ہو تو اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا، پھر فرمایا کہ باقی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کو کیسے دخل نہیں تھا جبکہ آپ نے جن چیزوں کو (اللہ کے حکم سے) حلال بتایا وہ قیامت تک حلال ہے اور جن چیزوں کو (اللہ کے

63۔ تفسیر صافی ج۱، ص۳۷۹، سورہ آل عمران کی آیت ۱۲۸ ’’لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ...... الآیۃ، کی تفسیر میں۔

حکم سے) حرام کیا وہ قیامت تک حرام ہیں۔[64]

[۳] البرہان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

۱۔ عن عمرو بن ثابت عن ابی جعفر قال قلت لہ فسّرلی قولہ عزوجل ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، فقال ان رسول اللہ صہ کان حریصاً علی ان یکون علی ابن طالب من بعدہ علی الناس و کان عند اللہ خلاف ذالک۔

ترجمہ! عمرو بن ثابت امام ابو جعفرؑ (محمد باقرؒ) سے روایت کرتا ہے کہ میں نے امام کو عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ کے قول ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، کی تفسیر فرمائیں تو امام نے فرمایا یقیناً رسول اللہ ﷺ انتہائی حریص تھے کہ آپ ﷺ کے بعد لوگوں پر علی بن ابی طالبؑ خلیفہ مقرر ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کے خلاف تھا۔[65]

۲۔ ''عن جابر قال قلت لابی جعفر قولہ لنبیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، فسرہ لی قال فقال ابو جعفر لشئ قال اللہ ولشی اراد اللہ یا جابر ان رسول اللہ ص کان حریصاً علی ان یکون علیؑ من بعدہ علی الناس و کان عند اللہ خلاف ما اراد رسول اللہ ص قال قلت فما معنیٰ ذالک؟ قال نعم عنی بذالک قول اللہ لرسولہ ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، یا محمد فی علی عہ وفی غیرہ......قال رسول اللہ الامر الیہ''۔

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ کو عرض کیا کہ اللہ کا اپنے نبی کو یہ فرمانا ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، اس کی تفسیر کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ کسی خاص شئے کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اور اس خاص شئے کے بارے میں اللہ کا ارادہ ہے (وہ یہ ہے) اے جابر! تحقیق رسول اللہ ﷺ انتہائی حریص تھے کہ آپ کے بعد علیؑ لوگوں پر (خلیفہ) مقرر ہو حالانکہ اللہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے ارادے کے خلاف تھا، تو میں نے عرض کیا پھر اس کا مطلب کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ کو یہ قول ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ'' فرمانے کا مطلب ہے یا محمد ﷺ (امر خلافت) علیؑ کے حق میں ہو یا کسی دوسرے کے حق میں اس میں آپ کا کوئی دخل نہیں ہے۔[66]......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امر (خلافت) اس (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ میں ہے (لیکن امام نے فرمایا اللہ کا ارادہ علیؑ کو خلافت دینے کے خلاف تھا)

۳۔ ''عن جابر بن یزید قال تلوت علیٰ ابی جعفر عہ ھٰذاہ الایۃ من قول اللہ لیس لک من الامر شئ'' قال عہ ان رسول اللہ ص حرص ان یکون علی عہ ولی الامر من بعدہ وذالک الذی عنی اللہ لیس لک من الامر شئ''......ترجمہ: جابر بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفرؑ (امام باقر) کے سامنے ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ'' آیت تلاوت کی تو امام نے فرمایا کہ تحقیق

64۔ تفسیر فرات الکوفی، ناشر: قم ایران ص ۱۹، ج ۱، ص ۱۵۱ دوسرا ایڈیشن۔

65۔ البرہان فی تفسیر القرآن ج ۳، ص ۲۴۳، سورۃ العنکبوت کے آیت نمبر ۲ ''أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا......الآية کی تفسیر میں۔

66۔ البرہان فی تفسیر القرآن جلد ۱، صفحہ ۳۱۴، سورہ آل عمران کی ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ'' آیت نمبر ۱۲۸ کی تفسیر میں) اور (سورۃ عنکبوت کے آیت نمبر ۲ ''أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا......الآية کی تفسیر میں)۔

رسول اللہ ﷺ کا انتہائی حرص تھا آپؐ کے بعد ولی الامر (خلیفہ) علیؑ ہو، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ معاملہ تیرے ہاتھ میں نہیں (یعنی آپؐ کے حرص کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا)۔[67]

[۴] تفسیر نور الثقلین: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

"عن جابر قال: قلت لابی جعفر عہ قولہ لنبیہ صہ ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ''......الآية، فسّرہ لی قال فقال: یاجابر ان رسول اللہ صہ کان حریصاً علی ان یکون علی عہ من بعدہ علی الناس و کان عنداللہ خلاف ما اراد رسول اللہ صہ......الخ.

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفرؒ (محمد باقر) سے عرض کیا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ میرے بعد لوگوں پر علیؑ (خلیفہ) مقرر ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس (علیؓ کا نبی کے خلیفہ ہونے) کے خلافت تھا۔[68]

[۵] تفسیر عیاشی: مصنف: المحدث جلیل محمد بن مسعود ابن عیاش۔

تفسیر عیاشی میں ہے عن جابر قال: قلت لأبی جعفر قول لنبیہ (''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ'') فسرہ لی، قال: فقال علیہ السلام لشئ قالہ اللہ ولشئ ارادہ اللہ یاجابر ان رسول اللہ صہ کان حریصاً علی ان یکون علی علیہ السلام من بعدہ علی الناس و کان عنداللہ خلاف ما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفرؒ کو عرض کیا کہ اللہ کا اپنے نبی کو یہ فرمانا ''لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ...الآية'' اس کی تفسیر کیا ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ کس خاص شئ کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اور اس خاص شئ کے بارے میں اللہ کا ارادہ ہے (وہ یہ ہے) اے جابر! تحقیق رسول اللہ ﷺ انتہائی حریص تھے کہ آپ کے بعد علیؑ لوگوں پر (خلیفہ) مقرر ہو حالانکہ اللہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے ارادے کے خلاف تھا۔[69]

نوٹ!

اس روایت میں بھی واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حرص تھا کہ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر خلیفہ مقرر ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے خلاف تھا۔ اس کے علاوہ یہی روایت:

[۶] تاویل الایات الظاهرة: جز ا، صفحہ ۳۶۲ اور جز ا، صفحہ ۱۹۹۔

67- ایضاً

68۔ تفسیر نور الثقلین، ج ا، ص ۳۸۸، حدیث نمبر ۳۴۸، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۸ کی تفسیر میں۔

69۔ تفسیر عیاشی، ج ا، ص ۲۲۱۔

[۷] تاویل مانزل من القرآن فی النبی والہ : جلد ۱۴ صفحہ ۷۔

[۸] غایۃ المرام وحجۃ الخصام : جلد ۴، صفحہ ۱۳۔

[۹] تاویل الایات لشرف الدین الحسینی : جلد ۲، صفحہ ۲۳۵۔

[۱۰] مستدرک سفینۃ البحار: جلد ۱، صفحہ ۱۰ اور ۱۲۴، میں موجود ہے۔

خلاصہ:

شیعہ مذہب کے ان بڑے بڑے محققین و مفسرین و محدثین نے اپنی تحقیق کے مطابق جو حقیقت ظاہر کی ہے اس کا واضح طور پر خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ آپ کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں پر خلیفہ (حاکم) متعین و مقرر ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حرص کو پورا کرنے سے انکار کیا اور باقی روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کے اس حرص اور ارادے کے خلاف تھا اور صاف لفظوں میں فرمایا اس خلافت کے معاملے میں آپ کا کچھ دخل نہیں ہے یہ اللہ کی مرضی ہے کہ خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنائے یا کسی دوسرے کو لیکن روایت میں صاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا رسول اللہ ﷺ کو انتہائی حرص تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا انکار تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے خلاف تھا۔

نتیجہ:

شیعہ مذہب کے بڑے بڑے دس عدد محققین کی تحقیق کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ائمہ حضرات نے بتایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دینے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے انتہائی حرص کے باوجود اللہ تعالیٰ کا ارادہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے خلاف تھا۔

نوٹ!

مسلمانوں! اگر یہ سچ ہے جو شیعہ مصنفین نے اپنے عقیدے کے مطابق ائمہ حضرات جو ان کے نزدیک معصوم اور راسخین فی لعلم اور وارثان علم نبوت ہیں ان سے نقل کیا ہے تو پہلے دورخ جو انہوں نے قرآن مجید کی آیات اور اپنے ائمہ حضرات کی روایات سے نقل کئے ہیں وہ سارا جھوٹ ہے اور وہ دونوں رخ من گھڑت ثابت ہوئے۔ جس کے ایک رخ میں بتایا گیا کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان نبوت کے تیسرے سال مجمع عام میں کیا گیا اور وہ قصہ انتہائی مشہور بھی ہوا اور دوسرے رخ میں بتایا گیا کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فریضہ آخری حکم تھا جو تمام فرائض کے بعد نازل ہوا، اس سے پہلے ایسا

کوئی پیغام نہیں آیا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ بنایا تھا بلکہ یہ ایک نیا پیغام تھا اور انتہائی تاکید کے ساتھ اترا کہ اگر آپ نے یہ پیغام نہیں پہنچایا تو سمجھو کہ رسالت کا کوئی کام نہیں کیا۔

دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کا اتنا ڈر تھا کہ رو رہے تھے، دل تنگ ہو رہا تھا اور اتنا روئیں کہ ریش مبارک تر ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار جبرئیلؑ آرہا تھا کہ حج کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مجمع عام میں اعلان کریں پھر آپ نے اعلان نہیں کیا۔ بالآخر جب اس چوراہے پر پہنچے جہاں سے مجمع بکھر کر اِدھر اُدھر ہونا تھا جسے غدیر خم کہتے ہیں تو جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا کہ ہر حال میں آپ کو اس مقام پر خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان کرنا ہے اور شیعہ اس بنا پر عید غدیر بھی مناتے ہیں۔ تو یہ دونوں رخ تیسرے رخ سے جدا، باطل اور جھوٹ ثابت ہوئے کیونکہ اس تیسرے رخ میں قرآن کی آیت کریمہ کی تفسیر میں امام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کا خود اپنا حرص تھا کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا کہ آپ کے بعد علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ رسول ﷺ کے حرص کے خلاف تھا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت غصب نہیں کی تھی بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت دینے سے خود اللہ تعالیٰ نے انکار کیا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت نہیں چھینی تھی یہ امت مسلمہ کا مذہب ہے نہ کہ شیعہ مذہب۔

اس حقیقت کے بعد جو صدیوں سے غلط پروپیگنڈا چلا آرہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خلافت غصب کر کے قابض بن کر بیٹھ گیا۔ وہ سارا جھوٹ من گھڑت اور باطل ہوا اور جھوٹ کو بہانہ بنا کر جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تبرہ کیا گیا ہے وہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے ہے اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

چوتھا رخ

ائمہ حضرات کو خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے وہ رجعت کے بعد کا ہے، نبوت کے بعد بلا فصل نہیں۔

شیعہ مذہب میں رجعت:

ہم پہلے دیکھتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں رجعت کیا ہے؟

[۱] حق الیقین: شیعہ مذہب کے خاتم المحد ثین ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے: "بداں کہ از جملہ اجماعیات شیعہ بلکہ ضروریات مذہب فریضۃ محقہ در اثبات رجعت است" جان لے کہ شیعہ مذہب کے اجتماعی عقیدے میں سے بلکہ ضروریات مذہب میں سے عقیدہ رجعت ہے.... اور رجعت یہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت قائم (بارہواں امام) کے زمانے میں بہت سارے نیک اور بدکار دنیا میں واپس آئیں گے۔ نیکوکار اس لئے آئیں گے کہ ائمہ کی حکومت دیکھ کر خوش ہوں، اور اپنی نیکیوں کا بدلہ ان کو دنیا میں ملے اور بدکار دنیا میں عذاب اور سزا پانے کے لیے اور اہل بیت رسالت کی حکومت جو وہ پہلے ناپسند کرتے تھے اس کا مشاہدہ کرنے کے لئے آئیں گے اور شیعہ ان سے انتقام لینے کے لئے۔

اس بارے میں احادیث "بسیار وارد شدہ است" بہت ساری احادیث منقول ہیں......اور عقیدہ رجعت کے حق ہونے پر اکثر علماء امامیہ اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں مثلاً محمد بن بابویہ قمی، شیخ مفید وسید مرتضیٰ و شیخ طبرسی وسید ابن طاؤس اور ان کے علاوہ اکابر علماء امامیہ نے رسالہ اعتقادات میں اس عقیدہ کو ذکر کیا ہے اور ہر زمانہ میں علماء امامیہ کا مخالفین کے ساتھ اس یعنی مسئلہ رجعت میں اختلاف ہوتا رہتا ہے اور بہت سارے شیعہ علماء و محدثین نے اس مسئلہ میں بہت سارے رسائل تالیف کیے ہیں اور شیخ ابن بابویہ نے "من لایحضر الفقیہ" میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے۔

ترجمہ! امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہماری رجعت پر یقین نہیں رکھتا اور متعہ کو حلال نہیں مانتا وہ ہم میں سے (یعنی ہمارے شیعہ مذہب کا) نہیں ہے اور (ملا باقر مجلسی) نے کتاب "بحار الانوار" میں دو ہزار حدیثوں سے زیادہ چالیس علماء امامیہ کی کتابوں سے پچاس معتبر طریقوں سے حدیثیں جمع کی ہیں۔(70)

اور ملا باقر مجلسی نے آگے لکھا ہے کہ ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ عقیدہ رجعت فی الجملہ متواتر بالمعنٰی ہے اور اگر کوئی اس میں شک کرے تو ظاہر ہے کہ وہ حشر اور قیامت کا بھی منکر ہوگا جو نصوص متواترہ سے ثابت شدہ ہیں ان کو محض وہم سے

70۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۳۵/۳۳۶، مقصد نہم، در اثبات رجعت۔

(عقل سے) بعید سمجھ کر انکار کرنا محض بے دینی ہے۔[71]

[۲] ہدیہ جعفریہ: شیعہ مذہب کے سب سے بڑے مقتدیٰ شیخ صدوق نے عقائد اثنا عشریہ باب الاعتقاد فی الرجعت میں لکھا ہے...... ''اعتقادنا فی الرجعت انہا حق'' رجعت کے حق ہونے پر ہمارا یقین ہے۔[72]

[۳] تفسیر نمونہ: شیعہ مذہب کی معتبر ترین تفسیر، تفسیر نمونہ جو شیعہ مذہب کے دس علماء و آقائوں نے بڑی تحقیق سے لکھی ہے جن کے نام صفحہ نمبر ۱۵ پر دیکھیں۔

اس میں ہے کہ عقیدہ رجعت مذہب شیعہ کے مشہور عقائد میں سے ہے..... اور امامیہ کا اس پر اجماع ہے۔[73]

خلاصہ:

(۱) عقیدہ رجعت شیعہ مذہب کی متواتر بالمعنیٰ روایتوں سے ثابت ہے۔

(۲) عقیدہ رجعت شیعوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔

(۳) جو رجعت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ شیعہ نہیں ہے۔

(۴) عقیدہ رجعت کا انکار محض بے دینی ہے۔

(۵) شیعہ علماء ہر دوَر میں اپنے عقیدہ رجعت کا دفاع کرتے رہے ہیں۔

(۶) رجعت کا انکار حشر اور قیامت کے انکار کی طرح ہے۔

رجعت کا مقصد:

شیعہ مذہب میں جس طرح عقیدہ رجعت کو ثابت کیا گیا ہے اور حشر اور قیامت پر ایمان کی طرح اسکو ماننا لازم قرار دیا گیا ہے، اسی طرح عقیدہ رجعت کا مقصد بھی بتایا گیا ہے اور وہ ہے ائمہ اہل بیت کا حکومت کرنا اور رجعت سے پہلے جنہوں نے ان حضرات سے دشمنی کر کے ان پر ظلم کیا رجعت کے بعد وہ حضرات اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

[۱] حق الیقین: ملا باقر مجلسی نے رجعت کا مقصد بتایا ہے...... اور رجعت کی حیثیت یہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت قائم (بارھواں امام) کے زمانے میں بہت سارے نیک اور بہت سارے بدکار واپس آئیں گے۔ نیکوکار اس لیے کہ ائمہ کرام کی حکومت دیکھ کر خوش ہوں اور اپنی نیکیوں کا بدلہ ان کو دنیا میں ملے اور بدکار دنیا میں عذاب اور سزا پانے کے لئے اور اہل بیت رسالت کی حکومت جو وہ پہلے ناپسند کرتے تھے اس کا مشاہدہ کریں اور شیعہ ان سے انتقام لیں گے۔[74] (یہ ہے مقصد رجعت)

71۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۵۴، در اثبات رجعت۔

72۔ ہدیہ جعفریہ اردو ترجمہ عقائد اثنا عشریہ، ص ۴۹، مصنف شیخ صدوق۔

73۔ تفسیر نمونہ، ج ۸، ص ۲۵۷۔

74۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۳۵۔

[۲] چودہ ستارے: شیعہ مصنف فخر العلماء سید نجم الحسن کراروی (پشاوری) نے اپنی کتاب چودہ ستارے میں لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے عہد ظہور میں قیامت سے پہلے زندہ ہونے کو رجعت کہتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہور کے بعد بحکم خدا شدید ترین کافر اور منافق اور کامل ترین مومنین، حضرت رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ائمہ طاہرین اور بعض انبیاء سلف برائے اظہار دولت حق محمدی (محمدی حکومت) دنیا میں پلٹ کر آئیں گے۔ اس میں ظالموں کو ظلم کا بدلہ اور مظلوموں کو انتقام کا موقع دیا جائے گا......اور دشمنان آل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو قیامت میں عذاب اکبر سے پہلے عذاب ادنیٰ کا مزہ چکھایا جائے گا......اور شیطان سرور کائنات کے ہاتھوں سے نہر فرات پر ایک عظیم جنگ کے بعد قتل ہو گا اور ائمہ طاہرین کے ہر عہد حکومت میں اچھے برے زندہ کئے جائیں گے اور امام مہدی کے عہد (حکومت) میں جو لوگ زندہ ہوں گے ان کی تعداد چار ہزار ہو گی......اور اسی رجعت میں بوعدہ قرآنی آل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حکومت عامہ عالم دی جائے گی اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہو گا جس میں آل محمد کی حکومت نہ ہو......اب رہ گیا کہ کائنات کی ظاہری حکومت و وراثت آل محمد کے پاس کب تک رہے گی؟ تو اس کے متعلق ایک روایت آٹھ ہزار سال کا حوالہ دے رہی ہے...... حضرت علیؑ کے ظہور اور نظام عالم پر حکمرانی کے متعلق قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے۔[75]

[۳] البرھان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

''علی بن ابراہیم =ان فرعون علی فی الارض وجعل اھلھا شیعا الی قولہ انہ کان من المفسدین......قال فاخبر اللہ نبیہ بما لقی موسی و اصحابہ من فرعون من القتل و الظلم لیکون تعزیۃ لہ فیما یصیبہ فی اہل بیتہ من امتہ ثم بشرہ انہ یتفضل علیھم بعد ذالک ویجعلھم خلفاء فی الارض و آئمۃ علی امتہ ویردھم الی الدنیا مع اعدائھم حتی ینتصفوا منھم۔

ترجمہ: علی بن ابراہیم قمی نے ''ان فرعون علیٰ فی الارض''......الآیۃ کے بعد لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ خبر بتائی کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کو فرعون کی طرف سے ظلم اور قتل کی تکلیفیں پہنچتی تھیں (یہ اس لیے بتایا) تاکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اہل بیت کو جو آپ کی امت سے ظلم اور تکالیف پہنچے اس پر صبر کریں۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو صبر کی تلقین کے بعد خوشخبری بتائی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان تکلیفوں کے بعد آپ کے اہل بیت کو ان کے اوپر فضیلت عطا فرمائے گا اور ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا اور آپ کی امت پر ان کو امام بنائے گا اور ان کو ان کے دشمنوں کے ساتھ دنیا میں لوٹائے گا تاکہ وہ یعنی اہل بیت اپنے دشمنوں سے انتقام لے لیں۔[76] اور آیت کریمہ ''وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ[77] (اس آیت کی تفسیر میں شیعہ مفسرین لکھتے ہیں کہ)'' وھم الذین غصبوا آل محمد حقھم: یعنی ''وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا......الآیۃ، وہ لوگ جنہوں نے آل محمد کا حق (یعنی خلافت غصب کیا'' وقولہ منھم ای آل محمد''، یعنی ''منھم'' سے مراد آل محمد ہیں) ان آیات

75۔ چودہ ستارے، ص ۶۰۱ تا ۶۰۳، امامیہ کتب خانہ مغل حویلی لاہور۔
76۔ البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۲۲۰، لطباعت والنشر قم (ایران)
77۔ القصص آیت نمبر ۵، ۶۔

میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل اور ان کے دشمن فرعون، ہامان اور ان کے لشکر کا معاملہ تھا کہ فرعون بنی اسرائیل پر غالب ہوا اور اس نے ان کو قتل کیا پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے ساتھیوں پر غالب کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یعنی فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا۔ ''وکذالک اہل بیت رسول اللہ صہ اصابہم من اعدائہم القتل والغصب ثم یردھم اللہ ویرد اعدائہم الی الدنیا حتیٰ یقتلوھم''۔

یعنی فرعون، ہامان اور حضرت موسیٰؑ کے قصے کی طرح اہل بیت رسول ﷺ کا معاملہ ہو گا۔ اہل بیت رسول ﷺ کو انکے دشمنوں کی طرف سے مغلوب کیا جائے گا، ان کا حق غصب کیا جائے گا اور ان کو قتل کیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول ﷺ اور ان کے دشمنوں کو دنیا میں لوٹا کر اہل بیت کو غالب کرے گا حتیٰ کہ وہ دشمنوں کو قتل کریں گے۔[78] اور تفسیر برہان میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے، قال لقد تسموا باسم ماسم اللہ بہ احداً الا علی بن ابی طالب وما جاء تاویلہ قلت جعلت فداک متیٰ یجیئ تاویلہ قال اذا جاء جمع اللہ امامہ النبین والمومنین حتی ینصروہ وھو قول اللہ ''وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّين......الآیۃ، فیومئذ یدفع رایۃ رسول اللہ اللواء الی علی بن ابی طالب فیکون امیر الخلائق کلھم اجمعین یکون الخلائق کلھم تحت لوائہ ویکون ھو امیرھم فھذا تاویلہ'' ترجمہ: امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسا نام رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالبؓ کے سوا کسی ایک کا وہ نام نہیں رکھا اور ابھی تک اس کی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں اس کی حقیقت کب ظاہر ہو گی؟ امام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تمام انبیاء اور مومنین کو اس کے آگے جمع فرمائے گا حتیٰ کہ وہ تمام اس کی مدد کریں گے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ''وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّين......الآیۃ، موجود ہے۔ پھر اسی دن رسول اللہ اپنا عَلَم علی بن ابی طالبؓ کے حوالے کریں گے۔ پس وہ تمام مخلوق کے امیر ہوں گے اور تمام مخلوق اس کے جھنڈے کے نیچے ہو گی۔ اور وہ سب کا امیر ہو گا، پس یہ ہے تاویل یعنی حقیقت اس کی۔[79]

نوٹ!

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ تھا کہ اہل بیت رسول ﷺ کو ایک بار مظلوم و مجبور ہونا ہے پھر رجعت کے بعد ان کو زمین میں خلیفہ بنایا جائے گا تا کہ وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتے ہوئے قتل کریں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علیؓ کا امیر المؤمنین ہونا رجعت کے بعد ہو گا جب آپ تمام انبیاء و مومنین پر حاکم ہوں گے، نہ کہ رجعت سے پہلے۔ اب جو رجعت سے پہلے علیؓ کو امیر المؤمنین کہے اور مانے وہ امام جعفر صادقؒ اور قرآن کریم، دونوں کا منکر ہے۔

[۴] ترجمہ مقبول: (اس کے ٹائٹل پر مؤلف اور ترجمہ کی جو شیعہ میں قدر و قیمت ہے وہ ملاحظہ فرمائیں) ترجمہ بامحاورہ جس کی محبان اہل بیت کو مدت سے آرزو تھی مع فوائد تفسیری مطابق مذہب اہل بیت از مستفادات دقیقہ شناس رموز قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد دہلوی (المتوفی ۱۳۴۱ھ) اس دقیقہ شناس رموز قرآنی اور متکلم نے بھی اپنی تحقیق

78۔ البرہان فی تفسیر القرآن ج۳، ص ۲۲۰، مذکورہ آیت کی تفسیر میں۔

79۔ تفسیر البرہان، ج۱، ص۲۹۵، آل عمران کی آیت ۸۱، کی تفسیر میں۔

یوں ظاہر کی ہے۔

[ا]۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان واقعات قتل و ظلم وغیرہ سے اطلاع دی جو موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کو فرعون کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تاکہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت پر حضرت کی امت کے ہاتھوں جو مصائب گزرنے والے تھے اور انکی خبر حضرت کو دی گئی تھی کہ ان کے بارے میں حضرت کو صبر آجائے اور تسکین آجائے چنانچہ یہ تسلی دینے کے بعد آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت بھی دی ہے کہ بعد ان مصائب کے خداوند تعالیٰ ان پر احسان خاص فرمائے گا اور ان کو تمام زمین کا خلیفہ اور آنحضرت ﷺ کی ساری امت کا امام مقرر فرمائے گا اور ان کو مع اپنے خاص خاص دشمنوں کے دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تاکہ وہ ان سے بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ فرماتا ہے: "وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ...... الآیۃ پھر فرماتا ہے "وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا" ......الآیۃ، یعنی ابو بکر و عمر اور ان دونوں کے ساتھی جنہوں نے اتفاق کر کے آل محمد کا حق غصب کرلیا...... آگے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے "مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ" اس کا مطلب ہے کہ ابو بکر و عمر اور ان کے ساتھیوں کو آل محمد سے جن جن باتوں کا اندیشہ تھا یعنی قتل کا اور عذاب کا خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ہم آل محمد کے ہی ہاتھوں دکھلا دیں گے۔ [80]

[۲]۔ یہی روایت تفسیر ضیاء الایمان سندھی مطابق روایات حضرات ائمہ اہل بیت رسول ﷺ، مؤلف جناب المولوی محمد خان مرتضائی لغاری اور اس کی تقریظ شیعہ مذہب کے مجتہد العصر سید علی الحائری لاہور والے نے لکھی ہے اس میں بھی موجود ہے اور عبداللہ بن سنان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت (وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ......الآیۃ) کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اور ائمہ کی شان میں نازل ہوئی اور "وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا" ......الآیۃ، سے ظہور قائم آل محمد کا زمانہ مراد ہے۔ [81]

نوٹ:

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ میں ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں سے خلافت دینے کا جو وعدہ ہے وہ علیؓ اور دوسرے ائمہ حضرات سے ہے اور یہ وعدہ بقول امام جعفر صادق رح کے ظہور قائم آل محمد ﷺ یعنی شیعہ مذہب کے بارہویں امام کے ظاہر ہونے کے بعد رجعت کے زمانے کیلئے کیا گیا ہے۔ مطلب کہ رجعت سے پہلے علی بن ابی طالب کے لئے خلافت کا تصور کرنا یا آپؓ کو خلیفہ ماننا یا کہنا اس آیت اور امام جعفر صادق رح کے عقیدے کے خلاف ہے۔

[۳]۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق رح سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آئندہ جس

80۔ ترجمہ مقبول، ص ۶۱۴، سورۃ القصص کی آیت نمبر ۵، کی تفسیر۔

81۔ ضمیمہ مقبول ص ۳۶۰، سورہ النور کی آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں۔

قدر نبی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں وہ سب دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور جناب امیر المومنینؑ کی نصرت کریں گے اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے "لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ" یعنی تم سب ضرور اس محمد مصطفی پر ایمان لانا "وَلَتَنْصُرُنَّهُ" اور تم ضرور اس علیؑ کی نصرت کرنا......رجعت کے بابت مفصل حدیث ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں (ضمیمہ مقبول کی عبارت) کتاب الواحدہ میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ واحد و تنہا اور یکتائی میں منفرد ہے......اس نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور اس نے انبیاء سے ہم (محمد ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ) پر ایمان لانے کا اور ہماری نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا "وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ......الآية، یہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱، سے ثابت ہے کیونکہ اس میں "لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ" سے مراد ہے تم سب محمد مصطفی ﷺ پر ضرور بالضرور ایمان لانا اور "وَلَتَنْصُرُنَّهُ" سے مراد ہے کہ محمد مصطفی ﷺ کے وصی کی ضرور بالضرور مدد کرنا.....اور خدا تعالیٰ نے خود میرا عہد جناب محمد مصطفی ﷺ کے عہد کے ساتھ اس طرح دیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ کی مدد کی، ان کے حضور میں جہاد کیے اور ان کے دشمنوں کو قتل کیا اور میں نے خالصاً لوجہ اللہ اس عہد و پیمان کو جو مجھ سے نصرت جناب رسول خدا ﷺ کے بارے میں لیا گیا تھا پورا کر دیا مگر انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ میری مدد کرتے لیکن عنقریب وہ میری مدد کریں گے اور مشرق سے لے کر مغرب تک میری حکومت ہوگی اور اللہ تعالیٰ آدمؑ سے لیکر خاتم النبیین تک ہر نبی اور رسول کو مبعوث فرمائے گا...... "ان مردوں" سے تعجب کیوں نہ کیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھائے گا اور وہ گروہ کے گروہ لبیک لبیک یا داعی اللہ کہتے ہوئے آئیں گے...... تلواریں اپنی کھینچے ہوئے اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے کافروں کو ظالموں کو اور اول و آخر ظالموں کے پیروؤں کے سر انہیں سے توڑتے ہوں گے یہاں تک کہ جو وعدہ خدا نے ان سے اپنے اس قول (میں کیا ہے) "وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ......لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا"......الآية ترجمہ! (اے ایمان دارو) تم میں سے جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کئے ان سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو (ایک نہ ایک دن) روئے زمین پر ضرور (اپنا) نائب مقرر کریگا جس طرح ان لوگوں کو نائب بنایا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے (اسلام) اس پر انہیں ضرور ضرور پوری قدرت دے گا اور ان کے خائف ہونے کے بعد امن سے ضرور بدل دے گا کہ وہ اطمینان سے میری ہی عبادت کریں گے اور کسی کو ہمارا شریک نہ بنائیں گے۔ (82)

اس آیت میں جو اللہ نے وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کرتے ہونگے ......پھر (جناب امیر المؤمنین نے فرمایا) کہ میرے لئے ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ آنا اور ایک رجعت کے بعد دوسری رجعت ہے اور میں بار بار آنے والا، حملہ کرنے والا اور دشمنوں سے بدلہ لینے والا اور عجیب و غریب انقلاب پیدا کرنے والا ہوں...... یہ حدیث طویل ہے صرف بقدر ضرورت لے لی گئی ہے فقط۔ (83)

82۔ سورۃ النور آیت نمبر ۵۵، ترجمہ فرمان علی شیعہ۔

83۔ ضمیمہ مقبول، ص ۴۶-۴۵، سورۃ آل عمران کی آیت ۸۱، کی تفسیر میں۔

نوٹ!

اس سے معلوم ہوا کہ سورۃ النور کی آیت ۵۵ میں جو اللہ نے ایمان والوں کو خلافت دینے کا، ان کو مضبوط کرنے کا، اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کرنے کا، جو وعدہ ہے وہ رجعت کے بعد دینے کا ہے نہ کہ رجعت سے پہلے لہٰذا رجعت سے پہلے علیؑ کو خلیفہ بلافصل کہنے والا علیؑ کے فرمان کے مطابق اس آیت کا اور امام کے فرمان کا منکر ہے۔

[۵] القرآن المبین مع ترجمہ و حواشی یعنی تفسیر المتقین: از حضرت امداد الملت والدین العلامہ السید امداد الحسن الکاظمی المشہدی، ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور۔

[۱] "وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ ......الآیۃ۔ تفسیر صافی صفحہ ۳۷۶ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی طرف نگاہ اٹھائی اور رونے لگے پھر فرمایا کہ تم ہی ہو جو میرے بعد کمزور کئے جاؤ گے اور ایک روایت میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ یا ابن رسول اللہ ﷺ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد امام ہوں گے یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ"......الآیۃ پھر فرمایا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں قیامت تک جاری ہے اور المجالس میں انہی حضرات سے منقول ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لیے نازل ہوئی ہے یا ہمارے حق میں نازل ہوئے ہے۔[84]

[۲] وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ......الآیۃ ترجمہ! تم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور نیک عمل کرتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے ضرور تمکین (قوت) دے گا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

تفسیر صافی، ص ۳۵۳ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس آیت کے مصداق آئمہؑ ہیں۔[85]

نوٹ!

مذکورہ آیات کی جو تفسیر آئمہ معصومین نے کی ہے اس کا واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؑ اور دوسرے آئمہ حضرات خلیفہ یعنی حکمران نہیں ہونگے بلکہ کمزور کیے جائینگے، اور مجبوری کی زندگی بسر کرتے ہوئے خوف زدہ ہو کر رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیفہ یعنی حاکم بنانے کا ارادہ اور دوسری آیت میں وعدہ کیا ہے یعنی ان آئمہ

84۔ تفسیر المتقین، ص ۴۶۱، سورۃ القصص کی آیت نمبر ۵، کی تفسیر میں۔

85۔ تفسیر المتقین، ص ۴۲۷، سورۃ النور آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں۔

حضرات کو رجعت کے بعد اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا اور خوف کی بجائے امن والی زندگی عطا فرمائے گا نہ کہ رجعت سے پہلے۔ لہٰذا جو یہ عقیدہ رکھے کہ آئمہ حضرات کو پہلی زندگی میں حاکم ہونا تھا وہ شیعہ روایات کے مطابق جھوٹا ہے اور بقول ان کے آئمہ معصومین کے ان آیات کا منکر ہے۔

[۲] تفسیر نور الثقلین: فی تفسیر علی بن ابراہیم......فاخبر اللہ عزوجل نبیہ ﷺ بما لقی موسیٰ علیہ السلام واصحابہ من فرعون من القتل والظلم ،لیکون تعزیۃ لہ فی ما یصیبہ فی اھل بیتہ صلوات اللہ علیھم من امتہ ۔ ثم بشرہ بعد تعزیتہ انہ یتفضل علیھم بعد ذالک ویجعلھم خلفاء فی الارض وائمۃ علی امتہ ویردھم الیٰ الدنیا مع اعدائھم حتی ینتصفوا منھم۔ فقال جل ذکرہ ''ونرید ان نمن''......الآیۃ، وھم الذین غصبوا آل محمد حقھم......فقال ان فرعون قتل بنی اسرائیل فظفر اللہ موسیٰ فرعون واصحابہ حتی اھلکھم اللہ، وکذالک اھل بیت رسول اللہ اصابھم من اعدائھم القتل والغصب ثم یردھم اللہ ویرد اعدائھم الی الدنیا حتی یقتلوھم۔

ترجمہ! علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر (قمی) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان واقعات قتل وظلم وغیرہ سے اطلاع دی جو موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کو فرعون کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت پر حضرت کی امت کے ہاتھوں جو مصائب گزرنے والے تھے اور ان کی خبر حضرت کو دی گئی تھی، ان کے بارے میں حضرت کو صبر آجائے اور تسکین ہو جائے۔ چنانچہ یہ تسلی دینے کے بعد آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت بھی دی ہے کہ بعد ان مصائب کے خدا تعالیٰ ان پر احسان خاص فرمائے گا اور ان کو تمام زمین کا خلیفہ اور آنحضرت ﷺ کی ساری امت کا امام مقرر فرمائے گا اور ان کو مع اپنے خاص خاص دشمنوں کے دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تا کہ وہ ان سے بدلہ لے سکیں چنانچہ فرماتا ہے ''وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ''......اور ''وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا''......الآیۃ،اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کر لیا......پھر کہا تحقیق فرعون نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں پر موسیٰ کو غالب کیا اور فرعون اور ان کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ بعینہٖ اسی طرح اہل بیت رسول کا معاملہ ہے کہ ان کو ان کے دشمنوں سے قتل اور غصب وغیرہ کی تکلیفیں پہنچیں ہیں پھر اللہ تعالیٰ اہل بیت رسول اور انکے دشمنوں کو دنیا میں لوٹائے گا حتیٰ کہ وہ اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ (86)

نوٹ! شیعہ مذہب کے اس محدث جلیل نے بھی اپنی تحقیق اس طرح ظاہر کی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو اس چیز سے آگاہ فرمایا تھا کہ آپ کے اہل بیت کو رجعت کے بعد خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے (نہ کہ رجعت سے پہلے)۔

[۳] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ''وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ'' آیت کریمہ میں ''لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ'' کا مطلب ہے تمام انبیاء کا رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اور ''وَلَتَنْصُرُنَّهُ'' کا مطلب ہے تمام انبیاء کا امیر المومنینؑ کی مدد کرنا، راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ اس سے مراد امیر المومنینؑ کی مدد کرنا ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ ہاں آدمؑ سے لے کر تمام انبیاء دنیا میں واپس آکر

86۔ تفسیر نورالثقلین، ج۴، ص۱۰۷، سورت القصص کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں۔

امیر المومنینؑ کے ماتحت ان کے دشمنوں سے قتال کریں گے۔ (روایت نمبر ۲۱۳)

[۳] دوسری روایت میں ہے کہ اسی دن (یعنی رجعت میں جب علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالبؑ کو عَلَم عطا کریں گے ''فیکون امیر الخلائق کلھم اجمعین'' پھر امیر المؤمنین علیؑ تمام مخلوق کے امیر ہوں گے۔(87)
اور تفسیر برہان میں بھی بعینہ مذکورہ بالا روایت کی طرح منقول ہے کہ تمام انبیاء رجعت کے بعد علیؑ کے ماتحت ہو کر ان کے دشمنوں سے قتال کریں گے اور حضرت علی بن ابی طالبؑ تمام مخلوق کے امیر یعنی خلیفہ ہوں گے۔(88) (روایت ۲۱۴)

[۷] تفسیر الصافی: اس شیعہ محقق نے بھی تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی کے حوالے سے امام جعفر صادقؒ کی روایت نقل کی ہے کہ تمام انبیاء دنیا میں واپس آئیں گے اور امیر المومنین کی مدد کریں گے اور کتاب الواحدہ کے حوالے سے امیر المؤمنین علیؑ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور میری مدد کرنے کا میثاق لیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ازل میں ہی میثاق لیا تھا پس یقیناً میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اس کے سامنے یعنی اس کے ماتحت ہو کر جہاد کیا اور اس کے دشمنوں سے قتال کیا اور اللہ کے لئے ہوئے میثاق کو پورا کیا اور میری مدد کسی نبی اور رسول نے نہیں کی...... عنقریب وہ رجعت میں میری مدد کریں گے اللہ تعالیٰ آدمؑ سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی اور ہر رسول کو زندہ فرمائے گا اور وہ میرے سامنے یعنی میرے ماتحت ہو کر تلوار سے جہاد کریں گے۔ کیوں نہ میں عجب کروں اس وقت پر ان مُردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ فرمائے گا اور گروہ در گروہ لبیک لبیک یا داعی اللہ کہتے ہوئے اپنی گردنوں پر تلواریں رکھے ہوئے کوفہ کی گلیوں میں گھومتے ہوئے آئیں گے اور تمام جبابرہ یعنی سرکشوں اور ان کے تابعداروں کو قتل کریں گے۔ ''حتی ینجز اللہ ما وعدھم فی قولہ عزوجل وعداللہ الذین آمنو منکم'' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو انہوں نے مومنین، صالحین سے انکو خلیفہ بنانے کا کیا ہے وہ وعدہ اللہ تعالیٰ رجعت کے بعد پورا فرمائے گا اور ان کا خوف ختم ہو گا اور تقیہ بالکل باقی نہیں رہے گا اور یقیناً میں بار بار رجعت کر کے آؤں گا۔(89)

اور تفسیر قمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان واقعات قتل و ظلم وغیرہ سے اطلاع دی جو موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کو فرعون کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر حضرت کی امت کے ہاتھوں جو مصائب گزرنے والے تھے اور ان کی خبر حضرت کو دی گئی تھی ان کے بارے میں حضرت کو صبر آجائے اور تسکین ہو جائے۔ چنانچہ یہ تسلی دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت بھی دی ہے کہ بعد ان مصائب کے خدا تعالیٰ ان پر احسان خاص فرمائے گا اور ان کو تمام زمین کا خلیفہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کا امام مقرر فرمائے گا اور ان کو مع اپنے خاص خاص دشمنوں کے دوبارہ دنیا میں بھیجے گا تاکہ وہ ان سے بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ فرماتا ہے ''وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ'' ......الآیۃ اور

87. تفسیر نور الثقلین، ج ۱، ص ۳۶۹، سورہ آل عمران کی آیت ۸۱ کی تفسیر میں۔

88. البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۹۴، ۹۵، سورہ آل عمران کی آیت ۸۱ کی تفسیر میں۔

89. تفسیر صافی جلد ۱، ص ۳۵۲ / ۳۵۱، سورہ آل عمران کی آیت ۸۱، کی تفسیر میں۔

فرمایا "وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا" اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں "الذین غصبوا آل محمد حقهم" جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا تھا۔[90] الکافی کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام جعفر صادق سے "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ" اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالح کرنے والوں سے وعدہ ہے کہ ان کو ضرور بالضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا "فقال هم الائمة" تو امام نے فرمایا کہ وہ ائمہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا ہے اور احتجاج طبرسی میں امیر المومنین سے ایک حدیث منقول ہے جس میں ثلاثہ (یعنی خلفاء ثلاثہ) کے مثالب (معالب) کا ذکر اور اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت کیوں دی؟ آخر میں حضرت نے فرمایا وجہ اس کی یہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنے دشمن ابلیس کو مہلت دی ہے کہ اس کی تکمیل ہو جائے اور نوشتہ خدا آخر تک پہنچ جائے اور کافروں پر خدا تعالیٰ کا قول ثابت ہو جائے اور وعدہ برحق کا وقت قریب پہنچ جائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صاف طور پر بیان کیا ہے "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ..... الآية، اور یہ اس وقت ہو گا جب کہ اسلام کا محض نام رہ جائے گا اور قرآن کا محض رسم اور نشان اور جناب صاحب الامر واضح عذر کی وجہ سے غائب ہو جائیں گے۔[91] اور یہی روایت ضمیمہ مقبول میں موجود ہے۔[92]

نوٹ!

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے ائمہ حضرات سے خلافت دینے کا جو وعدہ ہے، وہ رجعت کے بعد میں ہے نہ کہ رجعت سے پہلے اور وعدہ برحق کا وقت ابھی تک قریب نہیں ہوا ہے اب جو کوئی علیؓ کو خلیفہ بلافصل تصور کرے وہ بقول حضرت جعفر صادق رحؒ اس آیت کا منکر ہے۔

[۲] وفی المعانی الاخبار عن الصادق علیہ السلام ان رسول اللہ نظر الی علی علیہ السلام والحسن علیہ السلام والحسین علیہ السلام فبکی وقال انتم المستضعفون بعدی ان اللہ عزوجل یقول ونرید ان نمن...... الآیۃ۔ فقیل لصادق علیہ السلام ما معنی ذالک یا ابن رسول اللہ قال معناہ انکم الائمۃ بعدی ان اللہ عزوجل "وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ" قال فہذہ الآیۃ جاریۃ فینا الی یوم القیامۃ۔[93]

اور یہی روایت تفسیر المیزان مصنف سید محمد حسین استاد طباطبائی (مترجم فارسی جلد ۱۶، ص ۱۷) پر موجود ہے اور ضمیمہ مقبول صفحہ ۳۹۲ اور تفسیر المتقین صفحہ ۵۰۰ پر بھی موجود ہے سورہ قصص کی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں۔

90. تفسیر الصافی جلد ۴، صفحہ ۸۱، سورۃ القصص کی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں۔

91. تفسیر صافی، ج ۳، ص ۴۴۳، ۴۴۵۔

92. ضمیمہ مقبول، ص ۳۶۰، سورہ النور، آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں۔

93. تفسیر صافی، ج ۴، ص ۸۰، ۸۱۔

نوٹ!

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ﷛ اور دوسرے ائمہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے بعد پہلی بار دنیا میں کمزور اور مجبور کئے جائیں گے اور رجعت کے بعد دنیا میں جب دوسری بار آئیں گے تو لوگوں پر حاکم ہوں گے اور اپنے دشمنوں سے پورا پورا بدلہ لیں گے۔ اس لیے امام جعفر صادقؒ نے فرمایا اس طریقے سے یہ آیت قیامت تک ہمارے حق میں جاری رہے گی یعنی دونوں پہلوؤں کے مصداق ہم ہیں ایک یہ کہ پہلے کمزور ہوں گے دوسرا یہ کہ رجعت کے بعد خلیفہ ہونگے اور یہی اللہ کا ارادہ ہے یعنی ائمہ کے لئے خلافت بلا فصل کا عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ کے ارادے اور وعدہ کے خلاف ہے۔

[۸] حق الیقین: از تالیفات رئیس المحدثین وخاتم المجتہدین وغیرہ المحققین وزبدۃ المدققین، عالم عامل ربانی وفقیہ کامل صمدانی علامہ آخوند محمد باقر بن محمد تقی مجلسی اصفہانی (ایرانی) باقر مجلسی اعظم اکمل واعلم فضائر واسرار وحکم انوار کے سمندروں میں غوطہ مارنے والے احادیث واخبارات کے خزانوں کو دریافت کرنے والے ایسے کہ نہیں دیکھا زمانوں نے مثل ان کا اور نہیں پائی کسی نے انکی نظیر شہروں میں۔

علامہ مجلسی ۶۴ کتابوں کے مصنف ہیں اور آپ کی جلیل القدر عظیم الشان تصنیف بحارالانوار ہے، شیعہ مذہبی کتابوں میں اس کے برابر جامع اور کوئی کتاب نہیں اس کی ۲۵ جلدیں ہیں (جو کہ اس وقت ۱۱۰ جلدوں میں چھپ رہی ہے)......سب سے آخری تصنیف آپ کی حق الیقین دربیان اصول دین ہے۔ حق الیقین کی مقبولیت اس قدر ہے کہ جب آپ کی کتاب حق الیقین دربیان اصول دین تیار ہو کر شائع ہوئی بہت جلد دور دور تک پہنچ گئی۔ ملک شام میں اس کا چرچا ہوا اور ستر ہزار آدمی اس کے مطالعہ سے فیض پا کر اہل سنت والجماعت سے شیعہ ہو گئے۔

نوٹ! کتاب اور مصنف کتاب کا تعارف خزینۃ العارفین اردو ترجمہ حق الیقین حصہ اول سے ہم نے نقل کیا ہے مترجم سید زاہد حسین کاظمی، ناشر: مینیجر مجلسی کتب خانہ محلہ احمد پورہ شیخوپورہ۔ اب ہم اس کتاب سے حضرت علی ﷛ اور دوسرے ائمہ حضرات کی خلافت اور حکومت کا ذکر نقل کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ کب بنایا جائے گا؟ رجعت سے پہلے یا رجعت کے بعد؟؟

روایت نمبر[۱]: سعد بن عبداللہ نے بصائر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شیطان علیہ اللعن نے خدا سے سوال کیا کہ اسکو قیامت تک کی مہلت دے جس روز لوگ زندہ ہونگے۔ حق تعالیٰ نے انکار کیا اور فرمایا: کہ میں نے یوم وقت معلوم تک کی مہلت دی۔۔۔۔۔۔جب وہ روز وقت معلوم آئے گا تو جس روز سے خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اسی روز سے روز وقت معلوم تک اپنے تمام پیروی کرنے والوں کے ساتھ ظاہر ہو گا۔۔۔۔۔۔اور جناب امیر المومنینؑ واپس آئیں گے اور یہ آپ کی آخری واپسی ہو گی۔ راوی نے پوچھا کیا بہت سی رجعتیں ہوں گی؟ یعنی حضرت بہت مرتبہ واپس آئیں گے؟ فرمایا ہاں۔۔۔۔۔۔ اور ہر امام جس زمانے میں ہوں گے (یعنی جو امام جس زمانے میں گزرا ہو گا) اس زمانے کے نیک اور بدکار واپس آئیں گے تا کہ خداوند عالم مومنین کو

کافروں پر غالب کر دے ــــــ اور مومنین ان سے انتقام لیں، لہٰذا جب وہ دن آئے گا جناب امیرؑ اپنے اصحاب کے ساتھ واپس آئیں گے اور شیطان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے گا اور ان کی باہمی ملاقات کوفہ کے نزدیک دریائے فرات کے کنارے واقع ہو گی پھر ان میں جنگ ہو گی کہ ایسی جنگ کبھی نہ ہوئی ہو گی (امام نے فرمایا) گویا میں امیر المومنینؑ کے اصحاب کو دیکھ رہا ہوں کہ سو قدم پیچھے ہٹتے ہیں اور بعض کے پیر دریائے فرات میں داخل ہوتے ہیں پھر ایک ابر آسمان سے نیچے آتا ہے جس میں فرشتے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جناب رسول خدا ﷺ کے ہاتھ میں نور کا ایک اسلحہ (آلا) ہو گا اور وہ حضرت اس ابر کے آئیں گے جب آنحضرت ﷺ پر شیطان کی نگاہیں پڑیں گی پیچھے بھاگے گا اور اس کے ہمراہی اس سے کہیں گے کہ جب کہ فتح تجھ کو ہو چکی ہے تو اب کہاں جاتا ہے؟ وہ کہے گا کہ جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے میں اپنے عالمین کے پروردگار سے ڈرتا ہوں، اس وقت آنحضرت ﷺ اس کے پاس پہنچیں گے اور اپنا ہتھیار اسکے دونوں کاندھوں کے درمیان ماریں گے تو وہ اور اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو جائیں گے ــــــ اس کے بعد تمام لوگ خدا کی اس کی یکتائی کے ساتھ پرستش (عبادت) کریں گے اور کسی شئے کو خدا کا شریک نہ قرار دیں اور حضرت امیر المومنینؑ کے صلب سے "۴۴۰۰۰" چوالیس ہزار فرزند پیدا ہوں گے ــــ سب کے سب لڑکے ہوں گے ہر سال ایک پسر پھر اس وقت دو باغ سرسبز و شاداب مسجد کوفہ کے دونوں جانب پیدا ہوں گے جن کا ذکر خداوند برتر نے سورہ رحمٰن میں فرمایا ہے ــــ نیز انہیں حضرت سے روایت کی ہے کہ خلائق کا حساب امام حسینؑ کے ساتھ قیامت سے پہلے رجعت میں ہو گا۔[94]

روایت نمبر [۲]: اور چند سندوں سے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے رجعت میں جو واپس آئینگے وہ امام حسینؑ ہوں گے اور وہ حضرت اس قدر بادشاہی کریں گے کہ پیری کے سبب سے آپؑ کے ابروں کے بال آپ کی آنکھوں پر لٹک آئیں گے۔[95]

نیز روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے اس قول "إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا"[96] کی تفسیر دریافت کی تو حضرت نے فرمایا انبیاء جناب رسول خدا ﷺ، جناب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور ان کی ذریت ہیں اور ملوک (بادشاہ) ائمہ اطہار ہیں، راوی نے کہا کہ آپ کو کیسی بادشاہی عطا کی ہے؟ تو امام نے فرمایا کہ بہشت کی بادشاہی اور امیر المومنینؑ کی رجعت کی بادشاہی۔[97]

نوٹ!

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کا وہ قول نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد دلاتے ہوئے فرمایا

94۔ حق الیقین فارسی ص ۳۴۰۔ مترجم اردو، ج ۲، صفحہ ۱۰-۱۱، مترجم جناب سید بشارت حسین۔

95۔ حق الیقین فارسی ص ۳۴۱، مترجم اردو ج ۲، ص ۱۱۔

96۔ سورۃ المائدہ آیت ۲۰۔

97۔ حق الیقین فارسی ص ۳۴۱، مترجم اردو، ج ۲، ص ۱۲۔

تھا اور پوری آیت اس طرح ہے ترجمہ ! جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اللہ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم (بنی اسرائیل) میں انبیاء (بھی) بنائے اور بادشاہ (بھی) بنائے اور تمہیں اس نے وہ فضیلت عطا فرمائی کہ عالمین میں کسی اور کو نہیں عطا فرمائی۔[98] (اس امت سے پہلے باقی سب لوگوں پر بنی اسرائیل کی فضلیت ہونی تھی) یہ ہے اس آیت کی حقیقت لیکن شیعہ مفسرین نے اس آیت کا رخ اپنے ائمہ حضرات کی بادشاہی کی طرف موڑ دیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ بقول امام جعفر صادق کے علیؓ اور دوسرے ائمہ حضرات کو رجعت کے بعد اور بہشت کی بادشاہی دی جائے گی نہ کہ رجعت سے پہلے۔ لہٰذا جو علیؓ کی خلافت بلا فصل کا عقیدہ رکھے وہ قرآن کی ان آیات اور اقوال ائمہ کا منکر ہے۔

روایت نمبر [۳]: علی بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادقؒ اور امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے کہ جس قوم کو حق تعالیٰ نے عذاب سے ہلاک کیا ہے وہ رجعت میں واپس نہ آئی گی...... وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ......الآية، کی تاویل میں فرمایا...... جس کا معنٰی یہ ہے کہ یہ ایک مثال ہے جس کو خدا نے اہل بیت رسالت کے لئے دی ہے تا کہ آنحضرت ﷺ کی تسلی کا باعث ہو کیونکہ فرعون اور ہامان اور قارون نے بنی اسرائیل پر ستم کیے ہیں انکو اور انکی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ ''ونظیر لایشاں در ایں امت ابوبکر و عمر و عثمان واتباع ایشاں بودند''.....اور ان کی مثال اس امت میں اول ابوبکر، دوئم عمر اور سوئم عثمان اور انکی پیروی کرنے والے تھے جو اہل بیت رسالت کے قتل اور ان کو مٹانے کی کوشش کرتے تھے...... لہٰذا آیت کی تاویل اس طرح ہے یعنی ہم چاہتے ہیں کہ ان پر احسان کریں جن کو زمین پر کمزور کر دیا ہے جو اہل بیت رسالت ہیں اور ہم انکو امام واپس کریں گے اور روئے زمین کے وارث قرار دیں گے اور روئے زمین کی بادشاہی انکے لیے مسلم ہو گی۔[99]

روایت نمبر [۴]: وعیاشی از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ فرمود خلفای جور بر خود نامی گذاشتہ اند وخود را امیر المومنین می گویند کہ ایں نام مخصوص علی بن ابی طالب است وهنوز معنیٔ ایں نام وتاویل او بر مردم ظاهر نہ شدہ است......وخلایق ہمہ در زیر علم آنحضرت خواہند بود واو امیر و بادشاہ ہمہ خواہد بود این است تاویل امیر المومنین ومعنی آن۔

ترجمہ ! اور عیاشی نے امام جعفر صادقؒ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ خلفای جور نے جو اپنا ایک نام رکھا ہے اور اپنے کو امیر المومنین کہتے ہیں......(حالانکہ) یہ نام علی بن ابی طالبؑ کے لیے مخصوص ہے اور ابھی تک اس نام کا معنٰی (مصداق) اور اس کی تاویل (حقیقت) لوگوں پر ظاہر نہیں ہوئی ہے، راوی نے پوچھا اس کی تاویل (یعنی حقیقت) کب ظاہر ہو گی؟ امام نے فرمایا اس وقت جب خداوند عالم ان کے سامنے پیغمبروں اور مومنوں کو جمع کرے گا تا کہ ان کی مدد کریں جیسا کہ خداوند عالم

98. المائدہ آیت نمبر ۲۰۔

99. حق الیقین فارسی، ص ۳۴۲، مترجم اردو ج ۲، ص ۱۲۔۱۳۔

نے فرمایا ہے ''وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ ''......الآیۃ اس روز جناب رسول خدا عَلَم علی بن ابی طالبؑ کو دیں گے، وہ تمام خلائق کے امیر ہوں گے اور تمام خلائق ان حضرت کے عَلَم کے نیچے ہونگے اور وہ سب کے امیر اور بادشاہ ہوں گے، یہ ہے امیر المومنین کی تاویل اور معنیٰ۔(100)

نوٹ!

شیعہ مصنفین جو ''فہذا علی مولاہ'' میں لفظ مولا کے معنیٰ پر زور دیتے ہیں وہ اس روایت کے ساتھ اس کو ملا کر غور کریں تو انکے مذہب کے مطابق یہ نتیجہ نکلے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین ہونا اور تمام مومنین کا ''مولیٰ'' ہونا رجعت کے بعد ہونا ہے نہ کہ رجعت سے پہلے۔

روایت نمبر[۵]: اور منتخب البصائر میں سعد بن عبد اللہ سے اور اس نے جابر جعفی سے اس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ علیؑ کی زمین میں ان کے فرزند حسینؑ کے ساتھ رجعت ہوگی وہ حضرتؑ عَلَم لیے ہوئے آئیں گے تا کہ بنو امیہ اور معاویہ اور آل معاویہ سے اور ہر اس شخص سے جس نے آنحضرتؑ (علیؑ) سے جنگ کی ہوگی انتقام لیں۔ اس وقت خداوند عالم ان کے کوفی دوستوں اور مددگاروں کو اور تمام لوگوں میں سے ستر ہزار اشخاص کو زندہ کرے گا حضرت ان سے صفین میں پہلی مرتبہ کی طرح ملاقات کریں گے اور سب کو قتل کر دیں گے۔ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا کہ کسی کو خبر کر سکے......پھر دوبارہ امیر المومنینؑ رسول خدا کے ساتھ آئیں گے اور زمین پر خلیفہ ہوں گے اور سب ائمہ اطہار اطراف زمین میں آپ کے عامل ہوں گے...... خداوند عالم اپنے پیغمبر کو تمام اہل دنیا پر بادشاہی عطا فرمائے گا۔ اس دن سے جبکہ خدا نے دنیا کو خلق فرمایا ہے اس روز تک جبکہ دوسروں کی سلطنت برطرف ہوئی ہوگی یہاں تک کہ خدا اپنے پیغمبر سے کیے ہوئے وعدہ کو، کہ ان کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دے گا وفا کرے اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔ (101)

نوٹ!

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رجعت کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ اس روایت کے مطابق جب دوسرے لوگوں کی سلطنت برطرف ہوگئی اس کے بعد پیغمبر کو تمام اہل دنیا پر بادشاہی عطا کی جائے گی، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہوں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اپنے پیغمبر کو دوسرے دینوں پر غالب کرے گا (یہ وعدہ) پورا ہوگا۔

روایت نمبر[٦]: شیخ مفید اور شیخ طوسی نے بسندہائے معتبر جابر سے انہوں نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کی قسم ہم اہل بیت میں سے ایک شخص حضرت صاحب الامر کی وفات کے بعد ''۳۰۹'' تین سئو نو سال بادشاہی کرے گا۔ میں نے عرض کی قائم (بارہواں امام) کتنے دنوں بادشاہی کریں گے؟ فرمایا: ''۱۹'' انیس سال، حضرت کے بعد خلفشار اور فتنہ وفساد بہت

100. حق الیقین فارسی، ص ۳۴۴، مترجم اردو، ج ۲، ص ۱۵۔

101. حق الیقین فارسی ص ۳۴۵، مترجم اردو ج ۲، ص ۱۶۔

زیادہ "۵۰" پچاس سال تک ہوتا رہے گا۔ (کہاں گئی وہ بات کہ امام مہدی زمین کو عدل سے بھرے گا؟) پھر منتصر یعنی انتقام لینے والا دنیا میں آئے گا جو امام حسینؑ ہیں وہ اپنے اور اپنے اصحاب کے خون کا انتقام طلب کریں گے اور اس قدر منافقوں کا قتل اور اسیر کریں گے کہ لوگ کہیں گے کہ اگر یہ حسینؑ پیغمبروں کی ذریت (اولاد) سے ہوتے تو اس قدر آدمیوں کو قتل نہ کرتے۔ ان کے بعد سفاح (بڑا قاتل) آئے گا یعنی جناب امیرؑ۔(102)

روایت نمبر[۷]: کلینی اور علی بن ابراہیم (قمی) نے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کو امام حسینؑ کی ولادت کی خبر اور خوشخبری دی، قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ ان حضرت سے حاملہ ہوں کہ امامت انہیں کے فرزندوں میں قیامت تک رہے گی پھر ان باتوں سے آگاہ کیا جو کہ امام حسینؑ اور ان کی اولاد پر مثل قتل و مصائب کے واقع ہوں گی...... پھر ان مصائب کے عوض میں ان کو امامت عطا کی جو انکے عقب میں (یعنی بعد والوں میں) رہے گی اور آنحضرت کو اطلاع دی کہ وہ قتل کئے جائیں گے...... لہٰذا خدا ان کو واپس لائے گا تاکہ اپنے دشمنوں کو قتل کریں اور خدا ان کو تمام روئے زمین کا بادشاہ کرے گا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان پر احسان کریں جن کو زمین پر لوگوں نے کمزور کر دیا ہے، ہم ان کو زمین پر امام اور روئے زمین کا مالک بنائیں گے۔(103)

نوٹ!

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ آپ کے اہل بیت پر پہلی زندگی میں آزمائش کے طور پر مصائب و مشکلات واقع ہونگے۔ ان مصائب پر صبر کریں گے پھر ان مصائب کے عوض میں (لفظ عوض پر غور کریں) انکو امامت عطا کی جائے گی پھر انکو اپنے دشمنوں کے قتل کرنے کا پورا پورا حق دیا جائے گا اور یہ حضرات بھی اتنا قتل عام کریں گے کہ لوگ کہیں گے کہ اگر یہ پیغمبر کی اولاد سے ہوتے تو اس قدر آدمیوں کو قتل نہ کرتے حتیٰ کہ ان کو روئے زمین کی بادشاہی عطا کی جائے گی کسی کو "۱۹" انیس سال، کسی کو "۳۰۹" تین سئو نو سال۔ مطلب کہ رجعت کے بعد ان ائمہ حضرات کی حکومت اور خلافت یقینی ہے نہ کہ رجعت سے پہلے اور ان روایتوں کی تصدیق ائمہ حضرات نے قرآن کی آیات کے ذریعہ سے بتائی ہے یعنی "سورۃ القصص کی آیت نمبر ۵" کو ان روایات کی تصدیق اور توثیق میں امام نے تلاوت فرمایا۔

روایت نمبر[۸]: سید علی بن طاؤس نے اپنی کتاب بشارت میں عمران سے روایت کی ہے کہ "مجموع عمر دنیا صد ہزار سال است بیست ہزار سال دولت سایر مردم است وھشتاد ہزار سال ایام دولت محمد و آل محمد است" یعنی دنیا کی تمام عمر ایک لاکھ سال ہے "۲۰" بیس ہزار سال تمام لوگوں کی حکومت ہوگی اور اسی ہزار سال محمد و آل محمد کی حکومت ہو گی۔(104)

102۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۵۰، مترجم اردو ج ۲، ص ۲۲۔

103۔ سورہ القصص آیت ۵۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۵۱، مترجم اردو، ج ۲، ص ۲۳۔

104۔ حق الیقین فارسی، ص ۳۵۳، مترجم اردو، ج ۲، ص ۲۵۔

خلاصہ:

ان تمام روایتوں کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

(۱) عقیدہ رجعت شیعہ مذہب کا اجماعی عقیدہ اور متواترات میں سے ہے۔ جو رجعت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ شیعہ ہی نہیں ہے۔

(۲) امیر المومنین کا لقب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خاص ہے لیکن حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رجعت کے بعد امیر المومنین ہوں گے، رجعت سے پہلے علیؓ کو امیر المومنین کہنا قرآن اور ائمہ حضرات کے فرمان کے خلاف ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو سورہ النور کی آیت نمبر ۵۵ میں ہے کہ اللہ ضرور بالضرور مومنین صالحین کو زمین میں خلیفہ بنائے گا، ان کا دین مضبوط کرے گا، ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، اللہ کا یہ وعدہ ائمہ حضرات سے ہے، اس وعدے کو اللہ تعالی رجعت کے بعد پورا کرے گا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی یہ مقرر کیا ہے کہ پہلی زندگی میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور رجعت سے پہلے ائمہ حضرات کو کمزور کیا جائے گا اور ان پر ظلم کئے جائیں گے اور ائمہ حضرات مصائب پر صبر کریں گے تو ان مصائب و مشکلات کے بدلے میں اللہ تعالیٰ محمد و آل محمد کو رجعت میں حکومت عطا فرمائے گا۔

(۵) عقیدہ رجعت کا مقصد یہ ہے کہ ائمہ حضرات ان لوگوں سے اپنی مظلومیت کا انتقام لیں، جنہوں نے ان پر پہلی زندگی میں ظلم کیے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو پہلی زندگی میں ہی خلیفہ یعنی حکمران بناتا تو نہ ان پر کوئی ظلم کر سکتا اور نہ ہی عقیدہ رجعت کا تصور ہوتا اور نہ ہی ائمہ حضرات کسی سے انتقام لینے کے لئے رجعت کرتے۔ اس طریقے سے وہ تمام آیتیں جن سے شیعہ مصنفین ائمہ حضرات کے اقوال کے ذریعے سے عقیدہ رجعت ثابت کرتے ہیں ان تمام آیات کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خود خالق کائنات نے ہی ائمہ حضرات کی خلافت کو رجعت کے بعد مقرر کیا ہے نہ کہ پہلے۔

(۶) ائمہ حضرات کی خلافت ایک روایت کے مطابق "۸۰" اسی ہزار سال ہوگی۔ ان میں سے حضرت مہدی کی حکومت "۱۹" انیس سال ہوگی اور اہل بیت میں سے ایک شخص کی حکومت "۳۰۹" تین سو نو سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت "۴۴" چوالیس ہزار سال ہوگی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اتنی حکومت کریں گے کہ بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے ابرو آپ کی آنکھوں پر لٹک آئیں گے اور ان کے علاوہ باقی ائمہ کو بھی رجعت میں بادشاہی عطا کی جائے گی۔

نتیجہ:

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد میں سے جو ائمہ حضرات ہیں، ان کو خلافت امامت یعنی حکومت رجعت کے بعد دینے کا اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور وعدہ ہے نا کہ رجعت سے پہلے۔

نوٹ!

اگر یہ سچ ہے (اور شیعہ مذہب کے مطابق سچ ہی ہونا چاہیے کیونکہ عقیدہ رجعت ان کا اجماعی عقیدہ ہے اور ان کی متواتر روایات سے ثابت ہے اور انہوں نے اس عقیدے کو کثیر آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے) بہر حال اگر یہ سچ ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل سمجھنا قرآن کی ان تمام آیات کے خلاف ہے جن آیات سے شیعہ عقیدہ رجعت ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر عقیدہ رجعت اور رجعت کا مقصد ائمہ حضرات کی حکومت ہے یہ سچ ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بلا فصل کا عقیدہ جھوٹ ہے اور اگر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کہنا صحیح ہے تو عقیدہ رجعت جھوٹ ہے اور عقیدہ رجعت جھوٹ ہے تو شیعہ مذہب کی موت ہے کیونکہ امام کا فرمان ہے جو رجعت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ شیعہ ہی نہیں ہے۔[105]
لہٰذا اہم دعوت فکر دیتے ہیں ہر ذی شعور انسان کو خواہ وہ مسلمان ہو یا شیعہ ہو، کہ وہ فکر کرے کہ شیعہ مصنفین جن آیات اور اپنے ائمہ حضرات کی روایات سے علیؓ کا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت کرتے ہیں اگر وہ حق ہے تو جن آیات اور اپنے ائمہ حضرات کی روایات سے عقیدہ رجعت ثابت کرتے ہیں تو یہ قرآن کی آیات کے ساتھ مذاق ہے اور ائمہ حضرات کی طرف منسوب ساری روایات من گھڑت، جھوٹ اور عقیدہ رجعت باطل ہے۔

کیونکہ رجعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رجعت سے پہلے ائمہ حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے طور پر مصائب و مشکلات کی زندگی بسر کریں گے اور جب وہ حضرات رجعت سے پہلے والی زندگی میں آنے والے مصائب و مشکلات پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس صبر کے عوض میں قیامت سے پہلے رجعت میں ان حضرات کو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کیلئے دنیا میں واپس لائے گا اور صبر کے عوض میں ان حضرات کو رجعت میں دنیا کی بادشاہی عطا فرمائے گا اور اگر رجعت کو ثابت کرنے والی آیات اور رجعت کے بعد ائمہ حضرات کی بادشاہی والی روایات حق ہیں تو شیعہ مصنفین نے جن آیات اور اپنے ائمہ کی روایات سے جو علیؓ کی خلافت بلا فصل اور ائمہ حضرات کے لئے رجعت سے پہلے خلافت کا عقیدہ اور ان حضرات کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو در حقیقت وہ قرآن کی آیات کے ساتھ مذاق ہے اور ائمہ حضرات کی طرف سے منسوب ساری روایات من گھڑت، جھوٹ اور باطل ہیں اور دوسری بات یہ کہ عقیدہ رجعت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خلافت غصب نہیں کی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے علیؓ کو پہلے خلافت دی ہی نہیں تھی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھینی کیسے؟ علیؓ کو خلافت دینے کا جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور ارادہ ہے وہ رجعت کے بعد ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خلافت غصب نہیں کی یہ امت مسلمہ کا مذہب ہے نہ کہ شیعہ مذہب۔

اس حقیقت کے بعد بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا غاصب کہہ کر ان پر تبرہ کرنا امت مسلمہ کی دل آزاری کرنے اور فساد پھیلانے کے علاوہ آخر کیا مقصد ہے؟

105۔ حق الیقین، مترجم اردو، ج ۲، ص ۵۔

پانچواں رخ

(آئمہ حضرات کا حکمران ہونا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے)

[ا] شیعیت کا مقدمہ:

قرآن حدیث تاریخ کی روشنی میں مؤلف حسین الامینی اول انعام یافتہ ۲۰۰۳، اشاعت نمبر ۱۴، اکتوبر ۲۰۱۰ء ناشر کریم پبلیکیشنز نمبر ۳۸، اردو بازار لاہور۔

امام کے لئے حاکم وقت نہ ہونا ہی مصلحت خداوندی ہے

(سوال) اکثر علمائے اہلسنت تحریر اور تقریر کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ ائمہ اثناعشر جن کی امامت کے شیعہ قائل ہیں ان کی بزرگی اپنی جگہ لیکن چونکہ ان ائمہ میں صرف دو کو حکومت مل سکی اور باقی ائمہ حکومت سے محروم رہے ہیں اس لئے انہیں امام کیسے تسلیم کیا جائے؟

(جواب) ہم (شیعہ) کہتے ہیں کہ یہ بات بھی کیوں نہ قرآن سے ہی معلوم کرلی جائے کہ سابقہ امتوں میں جو لوگ امام ہوتے تھے تو کیا ان کے پاس حکومت بھی ہوتی تھی؟ کیا کوئی شخص اس وقت تک امام نہیں کہلوا سکتا تھا جب تک اسے حکومت حاصل نہیں ہو جاتی تھی؟ قرآن اس سوال کا جواب بھی نفی میں دیتا ہے کیونکہ جب نبی کے لیے حکمران ہونا شرط نہیں ہے تو پھر امام تو نبی کا نائب ہوتا ہے ...اس کے لیے حکومت کی شرط کہاں سے ضروری قرار دے دی گئی؟

دوسری بات یہ کہ انبیاء کے پاس حکومت اور دنیاوی جاہ وجلال نہ ہونے میں خدا کی یہی مصلحت نظر آتی ہے کہ اگر انبیاء کے پاس نبوت کے ساتھ حکومت بھی ہوتی تو بہت سارے لوگ محض ان کی حکمرانی کی وجہ سے ان کے ساتھ ہو جاتے جیسا کہ دنیاوی رسم چلی آرہی ہے کہ لوگ حکمران کے منظور نظر بننے کے ضرورت سے زیادہ خواہش مند ہوتے ہیں اس طرح وہ امتحان ختم ہو جاتا جو خدا اپنے بندوں سے لینا چاہتا ہے، جب مذکورہ بالا مصلحت خداوندی کے تحت انبیاء علیہم السلام حکمران بن نہ سکے تو انکی نیابت کرنے والے اماموں کے لیے حاکم وقت ہونا کیسے ضروری شرط ہو سکتی ہے؟..... قرآن کی رو سے امام بننے کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں وہ علم اور عمل ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ (106)

خلاصہ:

(۱) امام کے لئے حاکم وقت ہونا ضروری نہیں۔

(۲) شیعہ جن بارہ حضرات کو امام مانتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے حاکم نہیں بنایا تھا۔

(۳) بارہ اماموں کا حاکم وقت نہ ہونا ہی مصلحت خداوندی ہے۔

---

106. شیعت کا مقدمہ، ص ۱۸۲، ۱۸۳، اشاعت بار چہارم ۲۰۰۴ء۔

نتیجہ:

اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ اثنا عشر کے لیے حکومت کو ضروری سمجھنا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے کیونکہ امامت کو ماننا یعنی امامت پر ایمان لانا ایک امتحان ہے اگر امام حکمران ہوتے تو لوگ حکومت کی وجہ سے ان کے پیروکار بن جاتے اس طرح وہ امتحان ختم ہو جاتا جو خدا اپنے بندوں سے لینا چاہتا ہے۔

اس نتیجے کا تاثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی امام کے لئے خلافت یعنی حکومت کو مقرر نہیں کیا اور نہ ہی کسی امام سے خلافت یعنی حکومت غصب کی گئی ہے یا چھینی گئی ہے۔ امامت کے لیے صرف علم اور عمل ضروری ہے، ائمہ اثنا عشر اس علم اور عمل کی وجہ سے امام تھے اور علم اور عمل غصب کرنے اور چھیننے کی چیز نہیں ہے۔ اگر یہ سچ ہے اور شیعوں نے سچ سمجھ کر ہی مصنف کو انعام سے نوازا ہے بہر حال اگر یہ سچ ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ امامت کے لیے حکومت لازمی نہیں بلکہ اماموں کے پاس حکومت کا ہونا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے۔ لہٰذا جن کا عقیدہ ہے کہ آئمہ کے پاس حکومت لازمی تھی وہ مصلحت خداوندی سے جاہل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے علیؓ کو اپنی مصلحت کے تحت خود حکومت نہیں دی تو پھر ابو بکر صدیقؓ نے علی المرتضیٰؓ سے غصب کیسے کی؟ (ہر گز نہیں) کیونکہ علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت کے ماتحت حکومت نہیں دی تھی اور بقول شیعہ مصنف حسین الامینی کے علیؓ کی امامت یہ تھی کہ علیؓ کے پاس علم تھا، تو ظاہر ہے کہ علم چھیننے کی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا بات واضح ہوئی کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ سے علم نہیں چھینا اور حکومت علیؓ کے پاس تھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے علیؓ کو حکومت دی ہی نہیں تھی تو اب سوال یہ ہے کہ ابو بکرؓ نے علیؓ سے خلافت یا کچھ چھینا؟؟؟ کچھ بھی نہیں اور ابو بکر صدیقؓ نے علی المرتضیٰؓ سے خلافت غصب نہیں کی یہ امت مسلمہ کا مذہب ہے نہ کہ شیعہ مذہب۔

اِس حقیقت کے بعد صدیق اکبرؓ کو خلافت علی المرتضیٰؓ کا غاصب کہہ کر ان پر تبرا کرنا مسلمانوں کی دل آزاری کرنا اور فساد پھیلانے کے علاوہ آخر کیا مقصد ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہوتا ہے۔ [107] جب شیعہ امام کو نبی کا نائب کہتے ہیں اور دستور یہ ہے کہ نائب اصل کے برابر نہیں ہوتا۔ پس شیعوں کا اپنے ائمہ حضرات کو نبی کریم ﷺ کے برابر کہنا سراسر غلط ہوا اور تیسری بات یہ ہے کہ مصنف نے لکھا ہے کہ امام کے لئے صرف دو چیزیں ہیں علم اور عمل۔ [108]

لیکن اسی مصنف نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۰ پر لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس جس کا میں حاکم ہوں علیؓ بھی اس کے حاکم ہیں۔

محترم قارئین! ایک ہی مصنف ایک ہی کتاب میں علیؓ کو حاکم بھی کہے اور یہ بھی کہے کہ ان کا حاکم ہونا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے۔ یہ بابلنگ نہیں تو اور کیا ہے؟ اب آگے دیکھتے ہیں کہ کیا ہے؟

107- شیعت کا مقدمہ، ص ۱۸۲، اشاعت بار چہارم ۲۰۰۴۔

108- شیعت کا مقدمہ، ص ۱۸۳، اشاعت بار چہارم ۲۰۰۴۔

چھٹا رخ

(خلافت ایک راز تھا جس کا کبھی بھی اعلان نہیں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو یہ راز بتایا تھا کہ خلیفہ بلا فصل ابو بکرؓ اور بعد میں عمرؓ بنے گا، ہوا بھی یہی)

اس حقیقت کے بعد کہ رسول اللہ ﷺ کے حرص کے باوجود اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰؑ کی خلافت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے خلاف تھا تو اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اللہ کا ارادہ کس شخص کو خلیفہ بنانے کا تھا تو یہ ایک راز تھا اور راز کو کھولا نہیں جاتا وہ اپنے موقع پر خود ہی کھل کر سامنے آتا ہے لیکن کسی رازدار سے راز نہ کھولنے کی شرط پر کسی سے راز کی بات کی بھی جا سکتی ہے لہذا اس راز کے متعلق شیعہ محققین اپنی تحقیق اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

[۱] تفسیر قمی: مصنف اور کتاب کا تعارف صفحہ نمبر ۱۴ پر دیکھیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (109)

تفسیر قمی میں ہے کہ سبب نزول اس سورت کا یہ ہوا کہ جناب رسول خدا ایک دن اُم المومنین حفصہ کے گھر میں تھے اور ماریہ قبطیہ جو آپ کی باندی تھی حضرت کی خدمت کر رہی تھی اور حفصہ کسی ضرورت کی وجہ سے کسی دوسرے گھر میں گئی "فتناول رسول الله مارية" پھر رسول اللہ ﷺ نے ماریہ سے ہمبستری کی، حفصہ کو اس کی خبر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگی "یا رسول اللہ هذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی" یعنی یہ معاملہ میری باری اور میرے گھر اور میرے بستر پر؟ (یہ زیادتی ہے) "فاستحیا رسول الله منها فقال صه کفی فقد حرمت مارية علی نفسی ...... وانا افضی الیك سرا" تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے حیا کرتے ہوئے فرمایا کہ بس کر بس کر میں ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں، اس سے اس کے بعد کبھی ہمبستری نہ کروں گا اور تجھے میں ایک راز کی بات کرتا ہوں (کسی کو بتانا نہیں) "فقالت نعم ما هو فقال ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم من بعده ابوك" حضرت حفصہ نے کہا کہ ہاں یعنی راز نہ کھولوں گی وہ راز کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گا اور اس کے بعد تیرا باپ (یعنی عمرؓ) خلیفہ ہو گا۔ "فقالت من اخبرك بهذا قال: قال الله اخبرنی" حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کو کس نے بتایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خبر مجھے اللہ نے بتائی۔ (110)

[۲] ترجمہ مقبول:

ترجمہ بامحاورہ جس کی محبان نے اہل بیت کو مدت سے آرزو تھی مع فوائد تفسیری مطابق مذہب اہل بیت، از مستفادات دقیقہ

109- سورۃ التحریم آیت ا۔

110- تفسیر قمی ج ۲، ص ۳۷۶، سورۃ التحریم کی آیت ا کی تفسیر میں۔

شناس رموز قرآنی، متکلم و مناظر لاثانی جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد دہلوی نے سورۃ التحریم آیت نمبر ۱ تا ۳ کی تفسیر میں یہی حقیقت تفسیر قمی کے حوالے سے لکھی ہے اور ضمیمہ مقبول میں بھی موجود ہے۔ (111)

[۳] تفسیر نور الثقلین: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

اس تفسیر میں بھی سورۃ التحریم کے شان نزول میں یہی حضرت حفصہ کے گھر میں حضرت ماریہ کا قصہ نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت حفصہ کو یہ راز بتانا "ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعده ابوك. فقالت: من انبئك هذا قال نبئنی العليم الخبير"۔ (112)

"وقريب من ذالك ما رواه العياشي بالاسناد عن عبدالله بن عطاء المكی عن ابی جعفر" یعنی امام محمد باقرؑ سے عیاشی نے بھی اس معنیٰ کے قریب قریب روایت نقل کی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد پہلے ابو بکرؓ اور اس کے بعد عمرؓ کی بادشاہی ہو گی۔ (113)

[۴] تفسیر التبیان: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۲۹ پر دیکھیں۔

"وروی اصحابنا انه اسر الی عائشه بما يكون بعده من قيام من يقوم بالامر ودفع علی عن مقامه فبشرت بذالك اباها" یعنی ہمارے (شیعہ) محققین نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس راز کی بات عائشہ کو بتائی تھی کہ آپ کے بعد اس مقام (خلافت) پر کس کا قیام ہو گا اور علی کا اس مقام سے دفع ہونا (معلوم ہو چکا) تھا، تو عائشہ نے اس راز کی اپنے باپ کو بشارت دی۔ (114)

[۵] تفسیر کبیر منہج الصادقین فی الزام المخالفین: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۷ پر دیکھیں۔

"و روایت اشهر آنست کے سبب نزول ایں آیه آن بود...... ومرویست کے چوں پیغمبر ﷺ ماریه را برخود حرام ساخت ودر اخفاء آن امر فرمود وحفصه را فرمود کے مرا با تو سری دیگریست باید که آن را نیزبه هیچ کس نه گوئی ودر کتمان آن خیانت نه کنی یعنی افشای نه نمائی وآں این است کے بعد از من ابوبکر وپدر تو مالك ایں امت شوند وبادشاهی کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت کردد، حفصه از ایں سخن خوشحال شد...... وایں روایت بعینها عیاشی باسناد خود از عبدالله بن عطاء مکی وعبدالله از حضرت ابوجعفر علیه السلام روایت کرد"۔

ترجمہ: اس سورۃ (التحریم) کے شان نزول کے بارے میں مشہور روایت وہی ہے.... (مصنف نے تفسیر قمی والا پورا شان نزول نقل کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے) کہ ایک روایت یہ ہے کہ جب پیغمبر ﷺ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور حفصہ کو اس راز کے مخفی رکھنے کا فرمایا اور حضرت حفصہ کو فرمایا کہ میں تجھے ایک دوسرا راز بتاتا ہوں اس کو کسی پر بھی ظاہر نہ کرنا اور اس

---

111. ترجمہ مقبول، ص ۸۹۴، اور ضمیمہ مقبول، ص ۱۰۸۴۔

112. تفسیر نور الثقلین ج ۵ ص ۳۶۷۔

113. تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص، ۳۷۰۔

114. تفسیر التبیان، ج ۱۰، ص ۴۶۔

کے چھپانے میں خیانت نہ کرنا اور وہ راز یہ ہے کہ میرے بعد ابو بکر اور پھر تیرا باپ اس امت کے مالک ہوں گے اور بادشاہی کریں گے، ان کے بعد عثمان کی حکومت ہو گی، تو حضرت حفصہ اس بات سے خوش ہوئی ...... بعینہٖ یہی روایت عیاشی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو جعفرؑ (امام باقرؑ) سے نقل کی ہے۔(115)

[۶] تفسیر الصافی: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۴ پر دیکھیں۔

شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق نے بھی اپنی تحقیق یہی ظاہر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو ایک راز کی بات بتائی "فقال ان ابابکر یلی الخلافة بعدی ثم بعدہ ابوك قالت من انباك هذا؟ قال نبئنی العلیم الخبیر" پس آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد خلافت ابو بکر کی ہو گی، اس کے بعد تیرے باپ (عمرؓ) کی، تو حضرت حفصہ نے عرض کیا کہ اس راز کی آپ کو کس نے خبر دی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "علیم الخبیر" یعنی اللہ علیم الخبیر نے یہ خبر مجھے بتائی۔(116)

[۷] البرھان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق و مفسر نے بھی اسی راز کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو یہ راز بتایا۔ "فان ابابکر یلی الخلافة من بعدی ثم من بعدہ عمر ابوك فقالت من اخبرك بها؟ قال الله اخبرنی" کہ تحقیق میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گا پھر اس کے بعد تیرا باپ عمر حضرت حفصہ نے عرض کیا آپ کو کس نے خبر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس راز کی مجھے اللہ نے خبر دی۔(117)

[۸] مجمع البیان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۷ پر دیکھیں۔

شیعہ مذہب کے اس بڑے محقق نے بھی یہی اپنی تحقیق ظاہر کی ہے کہ "اخبر حفصة انه یملك من بعدہ ابوبکر ثم عمر...... ان ابابکر و عمر یملکان بعدی وقریب من ذلك ما رواہ العیاشی بالاسناد عن عبد الله بن عطاء عن مکی عن ابی جعفرؑ" یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کو اس راز کی خبر دی کہ آپؐ کے بعد حضرت ابو بکر بادشاہ (خلیفہ) ہوں گے، اس کے بعد عمر اور اسی روایت کے قریب المطابقت عیاشی نے اپنی سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت نقل کی ہے۔(118)

[۹] تفسیر البصائر: (تالیف یعسوب الدین رستگار قم ایران) اس میں بھی یہی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ کو بطور راز بتایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہو گا، اس کے بعد تیرا باپ اور یہ راز مجھے اللہ نے بتایا ہے۔ اور اس کے علاوہ

[۱۰] کتاب الاربعین از محمد طاہر قمی الشیرازی جز ۲ ص ۱۰۶، تفسیر البصائر مذکورہ آیت کے تحت اور

[۱۱] مستدرک سفینۃ البحار جز ۶، ۱/ ۱۵۵، پر بھی یہی روایت موجود ہے۔

---

115. تفسیر منہج الصادقین، ج ۹، ص ۳۳۴/ ۳۳۲/ ۳۳۱۔

116. تفسیر صافی، ج ۵، ص ۱۹۴ سورۃ التحریم کی تفسیر میں۔

117. البرہان فی تفسیر القرآن ج ۴، ص ۳۵۲، سورۃ التحریم کی شان نزول میں۔

118. مجمع البیان فی تفسیر القران، ج ۱۰، ص ۳۱۴۔

خلاصہ:

ان تمام شیعہ محققین ومفسرین ومحدثین کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کا مسئلہ ایک راز تھا جس کا کبھی بھی اعلان نہیں ہوا تھا، جس کا چھپانہ لازمی تھا نہ اللہ کی طرف سے کسی کی خلافت کا حکم آیا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کسی کے لئے خلافت کا اعلان یا کوئی وصیت فرمائی تھی۔ بہر حال اچانک حضرت حفصہؓ کے گھر میں ایک واقعہ در پیش آیا جس کی وجہ سے حضرت حفصہؓ نے دکھ کا اظہار فرمایا کہ میری باری، میرا گھر اور میرے بستر پر جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے ساتھ حقوق زوجین ادا کیا ہے یہ مجھ پر زیادتی ہے تو رسول اللہؐ نے اس کے دکھ کو مٹانے کے لیے ماریہؓ کو اپنے اوپر حرام کیا اور حضرت حفصہؓ کا دل خوش کرنے کے لئے ایک راز بتادیا اور وہ راز یہ تھا کہ میرے بعد پہلا خلیفہ ابو بکرؓ ہوگا اور اس کے بعد تیرا باپ عمرؓ خلیفہ ہوگا، اُم المومنینؓ نے عرض کیا کہ یہ خبر آپ کو کس نے بتائی: تو آقا علیہ السلام نے فرمایا اللہ علیم خبیر نے۔

نتیجہ:

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا راز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بتایا اور رسول اللہ ﷺ نے وہ راز اُم المومنین حضرت حفصہؓ کو بتایا اور بالآخر وہی ہوا جو ان تمام شیعہ مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت غصب نہیں کی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فیصلہ ابو بکر کو خلیفہ بنانے کا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اعلان بھی نہیں کروایا تھا بلکہ یہ ایک راز تھا، اس راز کو مخفی رکھا گیا اور موقع آنے پر جو کرنا تھا وہ کر کے دکھایا اور ابو بکرؓ نے علیؓ سے خلافت غصب نہیں کی یہ امت مسلمہ کا مذہب ہے نہ کہ شیعہ مذہب اس حقیقت کے بعد صدیق اکبرؓ کو علی المرتضیٰؓ کی خلافت کا غاصب کہہ کر تبرا کرنا فساد اور انتشار پھیلانا نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک ضروری وضاحت:

امت مسلمہ یعنی مسلمان، ان شیعہ روایات سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت نہیں کرتے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی کے نام لئے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء الراشدین میں سے جس ترتیب سے جو بھی خلیفہ ہوا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہوا، اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ پہلا خلیفہ کوئی دوسرا ہوتا تب بھی امت مسلمہ یعنی مسلمان اس کو بھی اسی طرح پہلا خلیفہ مانتے جس طرح اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ مانتے ہیں۔

ساتواں رخ

(خلافت امانت تھی اللہ تعالیٰ نے ازل ہی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پیش کی اور ابو بکر صدیقؓ نے اس رب کی پیشکش کو قبول کیا، کسی سے خلافت غصب نہیں کی تھی)

شیعہ محققین کے اُس چھٹے رخ پر غور کرنے سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت جب راز تھی تو اس کو خلافت دینے کا طریقہ کار کیا ہے اس کے بارے میں بھی شیعہ محققین نے اپنی تحقیق ظاہر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت دینے کا فیصلہ کب اور کس طرح کیا؟

[۱]ترجمہ مقبول: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۴ پر دیکھیں۔

''إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ...... وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا'' ترجمہ بے شک ہم نے خلافت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو ان سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا یقیناً وہ اپنے حق میں بڑا ظالم نادان تھا۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۷۲، ترجمہ مقبول، العیون اور المعانی میں جناب جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے، جس نے ناحق اس کا دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا۔ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت جناب امیر المومنینؑ ہے۔ البصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے امانت سے مراد ولایت ہے۔ آسمان و زمین اور پہاڑوں نے اس کے حاصل کرنے، یعنی اٹھانے سے انکار کیا اور یہ جو فرمایا کہ ''وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ'' یہاں انسان سے مراد ابو بکر ہے۔ المعانی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد امامت ہے اور انسان سے مراد ابو الشرور منافق ہے۔[119]

[۲]القرآن المبین مع ترجمہ و حواشی یعنی تفسیر المتقین: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۴ پر دیکھیں۔

بحوالہ تفسیر صافی صفحہ ۴۱۱، بحوالہ عیون اخبار رضا اور معانی الاخبار رضا امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے اور جس نے ناحق اس کا دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا اور کافی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد جناب امیر المومنینؑ کی امامت ہے۔[120]

[۳] تفسیر صافی: مصنف کا تعارف ما قبل صفحہ ۱۴ پر دیکھیں اور فی العیون والمعانی ''عن الرضاؑ فی هٰذه الآیة قال الامانت الولایت من ادعها بغیر حق فقد کفر'' یعنی امانت سے مراد ولایت ہے جس نے دعوی ناحق کیا وہ کافر ہو گیا۔ ''وفی البصائر عن الباقرؑ هی الولایة ابین ان یحملنها کفراً وحملها الانسان'' والانسان ابوفلان، یعنی امامت سے مراد ولایت ہے جس کے

119. ترجمہ مقبول، ص ۵۱۲ / ۶۸۲، سورۃ الاحزاب آیت ۷۲، کی تفسیر میں۔

120. (تفسیر المتقین، ص ۵۵۴، سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ کی تفسیر میں۔

ناحق اٹھانے سے انہوں نے انکار کیا اور انسان نے اس کو اٹھایا اور وہ انسان ابو فلاں ہیں" وفی المعانی عن الصادقؑ الامانۃ الولایۃ والانسان ابوالشرور المنافق" یعنی امانت ولایت ہے اور انسان ابوالشرور منافق ہے اور تفسیر قمی میں امانت سے مراد امامت اور امر اور نہی ہے...... "وحملھا الانسان" یعنی الاول اور انسان سے مراد پہلا ہے۔[121]

نوٹ: ترجمہ مقبول میں ابو فلاں اور پہلا ہے کی بجائے حضرت ابو بکرؓ لکھا ہوا ہے۔

[۴] تفسیر نور الثقلین: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ پر دیکھیں۔

"عن ابی بصیر قال سئلت ابا عبد اللہ ان قول اللہ عزوجل انا عرضنا الامانۃ...... الآیۃ۔ قال امانۃ الولایۃ والانسان ابوالشرور" امام نے فرمایا امانت سے مراد ولایت ہے اور انسان سے مراد ابوالشرور منافق ہے۔"

عن جابر عن ابی جعفر فی قول اللہ تبارک و تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ.....الآیۃ۔ قال الولایت ابین ان یحملنھا کفرا وحملھا الانسان والانسان الذی حملھا ابوفلان" امام نے فرمایا امانت سے مراد ولایت ہے۔ زمین، آسمان اور پہاڑوں نے کفر کرتے ہوئے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور انسان نے اس کو اٹھایا وہ انسان ابو فلاں ہیں ..... تفسیر قمی میں ہے کہ امانت سے مراد امامت اور امر و نہی ہے اور انسان سے مراد الاول ہے۔[122]

[۵] البرھان فی تفسیر القرآن: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۶ میں دیکھیں۔

"عن ابی بصیر قال سئلت ابا عبد اللہؑ عن قول اللہ انا عرضنا الامانۃ.... الایۃ قال امانۃ ولایۃ و الانسان ھو ابوالشرور المنافق...... عن جابر عن ابی جعفرؑ فی قول اللہ انا عرضنا الامانۃ.... الایۃ.... قال ھی الولایۃ.... والانسان الذی حملھا ابوالفلان.....قال الامانۃ ھی امامۃ والامر والنھی....وحملھا الانسان ای الاول" یعنی امانت سے مراد ولایت ہے اور "حملھا الانسان" سے مراد اس امانت کو اٹھانے والا الانسان ابوالشرور منافق ہے اور ابوالفلاں ہے الاول یعنی پہلا ہے۔[123]

[۶] تفسیر المیزان: مصنف کا تعارف صفحہ ۱۸ پر دیکھیں۔ امانت سے مراد ولایت امیر المومنین ہے۔[124]

[۷] تفسیر نمونہ: یہ تفسیر دس شیعہ مصنفین اور محقق کی کاوش کا نتیجہ ہے جن کا تعارف صفحہ نمبر ۱۵ پر دیکھیں۔

امام جعفر صادق سے جب اس آیت کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا (عرضنا الامانۃ) امانت سے مراد ولایت (حملھا الانسان) اور انسان سے مراد ابوالشرور منافق ہے۔[125] (ترجمہ مقبول میں اس کا نام ابو بکرؓ لکھا ہے)"الامانۃ الولایۃ من ادعٰھا بغیر حق کفر" امانت سے مراد ولایت ہے، جس کا ناحق دعویٰ کرنے والا مسلمان زمرے سے خارج

121- تفسیر صافی ج۴ ص۲۰۷۔

122- تفسیر نور ثقلین، ج۴، ص۳۱۴/۳۱۲۔ سورہ الاحزاب کی آیت ۷۲ کی تفسیر میں۔

123- البرہان فی تفسیر القرآن، ج۳، صفحہ ۳۴۲/۳۴۱۔= = = = = = = = = = = = =

124- تفسیر المیزان مترجم فارسی، ج۱۶، ص۵۳۲۔= = = = = = = = = = = =

125- تفسیر نمونہ، ج۹ ص۷۵۲۔ = = = = = = = = = = =

ہو جاتا ہے، یعنی کافر ہو جاتا ہے۔[126]

[۸] تفسیر قمی: مصنف کا تعارف صفحہ نمبر ۱۴ پر دیکھیں ''تفسیر قمی از علی بن ابراهیم قال الامانة هی الامامة والامر والنهی.... وحملها الانسان والاول'' امانت سے مراد امامت امر و نہی ہے .... اور اس کو اٹھانے والا انسان پہلا ہے۔[127]

[۹] تفسیر ضیاء الایمان سندھی:

مصنف جناب المولوی محمد خان مرتضائی لغاری، اس کی تقریظ میں تاج شیعت، منہاج الشریعۃ، مجتہد عصر و زمان مولانا سید علی الحائری لاہور نے لکھا ہے کہ ایسی تفسیر کی سندھی زبان میں سخت ضرورت تھی۔ امید ہے کہ سندھ کے مومن اس تفسیر جلیل سے اچھے طریقے سے فیضیاب ہوں گے (اس میں بھی مصنف نے لکھا ہے کہ) کافی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد حضرت امیر المومنینؑ کی امامت ہے.... اور بصائر میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے..... اور خداوند عالم نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''حملها الانسان'' تو یہاں انسان سے مراد ابو بکر ہے۔[128]

[۱۰] اصول کافی:

از ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ محمد بن یعقوب کلینی المتوفی ۳۲۹ھ ''عن ابی بن عبدالله فی قول الله عزوجل انا عرضنا الامانة... الآیة قال هی ولایة امیرالمومنین'' امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اس آیت میں امانت امیر المومنینؑ کی ولایت ہے۔[129]

خلاصہ:

ان تمام شیعہ محققین و مفسرین اور محدثین نے اپنے ائمہ معصومین کے اقوال سے اس آیت کریمہ کی تحقیق یہ ظاہر کی ہے کہ امانت سے مراد امامت، ولایت اور خلافت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ازل میں آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے اس امانت یعنی امامت اور خلافت کو پیش کیا تا کہ وہ چاہیں تو اس کو اٹھائے لیکن وہ اس امانت خلافت کا حق ادا کرنے سے ڈر گئے اس وجہ سے انہوں نے اس بار گراں کے بوجھ اٹھانے سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہی امامت اور خلافت انسان کے یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے پیش کی کہ اگر چاہو تو اس بوجھ کو اٹھاؤ تو اس نے (توکل علی اللہ کر کے) اس خداوندی پیشکش کو قبول کیا اور نتیجہ میں اپنے وقت پر خارج میں بھی وہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلافت کے منصب پر مقرر کر دیا۔

---

126. تفسیر نمونہ، ج۹، ص ۷۵۲۔ (مذکورہ دونوں روایتیں تفسیر برھان ج۳، ص ۳۴۱۔ اور الاحزاب کی آیت نمبر ۷۲ کی تفسیر سے نقل کی ہے۔

127. تفسیر قمی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۷۲ کی تفسیر میں۔

128. تفسیر ضیاء الایمان سندھی ص ۶۸۱، مذکورہ آیت کی تفسیر میں۔

129. الشافی ترجمہ اصول کافی باب ۱۰۷، جلد اول، ص ۵۰۹، ولایت کے متعلق۔

نتیجہ:

اس طریقہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر بٹھایا۔ بہر حال شیعہ محققین کی رخ "٦" کی تحقیق اور رخ نمبر "٧" سات کی تحقیق کو ملایا جائے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی ایک کو بھی خلیفہ مقرر کرنے کا بالاسم اعلان نہیں کیا گیا تھا، بلکہ یہ ایک راز تھا جو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو بتایا اور رسول ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو خبر دی کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکرؓ اور اس کے بعد عمرؓ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امانت اور (خلافت) کو اٹھانے کی پیشکش کی تھی اور اس نے بھی اس بار گراں کو اٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پیشکش کو قبول کیا تھا، تو در حقیقت اللہ ازل میں ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ الرسول ﷺ مقدر و مقرر کر چکا تھا اس لئے بقول امام محمد باقرؒ کے جو شیعہ محققین نے نقل کی ہے روایت کا ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ آپ کے بعد علیؓ خلیفہ مقرر ہو لیکن اللہ نے انکار کر دیا کہ یہ میری مرضی ہے خلافت کے معاملے میں آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں اور اللہ کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کے ارادے کے خلاف تھا۔

اس نتیجہ پر شیعہ محققین کے پہلے رخ غلط اور جھوٹ ثابت ہوتے ہیں۔

آٹھواں رخ

ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونگے

(۱) قال الیهودی اخبرنی عن نبیکم محمد این منزله فی الجنة واخبرنی من معه اکبر فی الجنة فقال له امیر المؤمنین ان لهذه الامة اثنی عشر امام هُدیً من ذریة نبیها وهم منی۔ واما منزل نبینا فی الجنة ففی فضلها واشرفها جنة عدن۔ واما من معه فی متولد فیها فهؤلاء الاثنی عشر من ذریته وامهم وجدتهم وام امهم وذراریهم لایشرکهم فیها احد۔

ترجمہ: یہودی نے کہا بتایئے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہ جنت میں اس کی منزل کہاں ہے اور جنت میں اس کے ساتھ کون کون ہونگے؟ تو امیر المؤمنین نے فرمایا اس امت میں بارہ امام ہادی دین ذریت نبی سے ہوں گے اور وہ (بارہ) میری نسل سے ہوں گے اور جنت میں جو لوگ ان کے ساتھ ہونگے وہ بارہ امام ہونگے ان (نبی) کی ذریت سے اور ان کی مائیں اور دادیاں اور پردادیاں اور ان کے سوا اور کوئی شریک نہ ہو گا۔[130]

(۲) ان زرارہ قال سمعت ابا جعفر یقول الاثنا عشر الامام من آل محمد علیهم السلام کلهم محدث من ولد رسول الله ومن ولد علی رسول الله وعلی هما الوالدان علیهما السلام.........الخ

ترجمہ: زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ بارہ امام آل محمد سے سب کے سب محدث تھے (اور وہ سب) اولاد رسولؐ اور اولاد علیؑ سے (ہیں) رسول اللہؐ اور علیؑ دونوں ان (بارہ اماموں) کے باپ ہیں۔ علی بن راشد جو علی بن حسین کی ماں کی طرف سے بھائی تھا اس نے اس سے انکار کیا تو امام محمد باقر علیہ السلام کو اس پر غصہ آیا اور فرمایا تیری ماں کا بیٹا (علی بن حسین زین العابدین) بھی تو انہیں میں سے ہے۔[131]

(۳) عن جابر بن عبد الله الانصاری قال: دخلت علی فاطمه علیها السلام وبین یدیها لوح فیه اسماء الاوصیاء من ولدها فعددت اثنا عشرہ آخرهم القائم علیه السلام ثلثة منهم محمد وثلثة منهم علی۔

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے سامنے ایک لوح تھی جس میں ان اوصیاء کے نام تھے جو انکی اولاد سے ہیں میں نے شمار کئے تو وہ بارہ تھے انکا آخری قائم اور تین محمد اور تین علی تھے۔[132]

130-الشافی ترجمہ اصول کافی، اردو مترجم ادیب اعظم ظفر حسن نقوی، باب ۱۲۴، ج ۱، ص ۶۷۱۔
131- الشافی ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب ۱۲۴، آئمہ اطہار کی امامت پر نص، ج ۱، ص ۶۶۹۔
132- الشافی اردو ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب ۱۲۴، آئمہ اثنا عشر کی امامت پر نص، ج ۱، ص ۶۷۱۔

(۴) عن زرارۃ قال: سمعت ابا جعفر قال الاثناعشر الامام من آل محمد کلھم محدث من ولد رسول اللہ وؤلد علی بن ابی طالب فرسول اللہ وعلی ھما الوالدان۔

ترجمہ: زرارہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ (اس امت میں) بارہ امام ہونگے آل محمدؐ سے جو سب محدث ہونگے اولاد رسولؐ اور اولاد علیؑ سے۔ پس رسول اللہؐ اور علیؑ دونوں ان (بارہ اماموں) کے باپ ہیں۔[133]

(۵) عن ابی الجارود عن ابی جعفر قال: رسول اللہ انی واثناعشر من ولدی وانت یاعلی زرالارض یعنی اوتادھا وجبالھا بنا اوتدھا الارض ان تسیخ باھلھا فاذا ذھب الاثناعشر من ولدی ساخت الارض باھلھا ولم ینظروا۔

ترجمہ: ابوجارود نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اور بارہ امام میری اولاد سے اور تم اے علیؑ! یہ سب اس زمین کے لیے میخیں اور پہاڑ ہیں تاکہ زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ ہلے ڈوبے نہیں۔ پس جب بارہ امام میری اولاد سے گزر جائیں گے تو زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ بیٹھ جائے گی اور پھر ان (زمین والوں) کو مہلت نہیں دی جائے گی۔[134]

(۶) عن ابی جعفر قال رسول اللہ من ولدی اثناعشر نقیبا نجباءُ محدثون مفھمون آخرھم القائم باالحق یملاءھا عدلاً کما مئلت جورًا۔

ترجمہ: امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ میری اولاد سے بارہ نقیب، نجیب، محدث اور مفہم ہونگے اور انکا آخری قائم باالحق ہو گا جو زمین کو عدل سے اتنا ہی بھر دے گا جتنی وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔[135]

نوٹ:

یہ تمام روایتیں الشافی اردو ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب نمبر ۱۲۴، ائمہ اثناعشر کی امامت پر نص سے نقل کی ہیں۔

(۷) وحاصل استدلال آنست کہ احادیث مذکورہ دلالت میکند بر امامت دوازدہ کس از قریش وقایل بانحصار در دوازدہ نیست الا طایفۂ امامیہ اثنیٰ عشریہ کہ حصر آن در دوازدہ امام معصوم قریشی از ذریۂ حضرت پیغمبر صہ مینما یند بلکہ چنانچہ سابقا مذکور شد ممکن نیست حصر ائمہ در غیر آن دوازدہ۔

ترجمہ: اور استدلال کا حاصل یہ ہے کہ احادیث مذکورہ دلالت کرتی ہیں بارہ اشخاص کی امامت پر جو کہ قریش میں سے ہوں گے اور بارہ اشخاص کی امامت کے انحصار کے جو قائل ہیں وہ امامیہ اثناء عشریہ کی جماعت ہے کہ انہوں نے منحصر (بند) کیا ہے ائمہ

133- الشافی اردو ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب ۱۲۴، آئمہ اثناعشر کی امامت پر نص، ج ۱، ص ۶۷۲۔

134- الشافی اردو ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب ۱۲۴، آئمہ اثناعشر کی امامت پر نص، جلد ۱، ص ۶۷۲ تا ۶۷۳۔

135- الشافی اردو ترجمہ اصول کافی، کتاب الحجت، باب ۱۲۴، آئمہ اثناعشر کی امامت پر نص ج ۱، ص ۶۷۳۔

معصومین کو بارہ میں جو کہ حضرت پیغمبر کی ذریت (اولاد) میں سے ہوں گے چنانچہ یہ پہلے سے مذکور ہے کہ ممکن نہیں اماموں کا منحصر (بند) ہونا ان بارہ کے علاوہ میں۔[136]

خلاصہ:

ا۔ بارہ امام رسول اللہ کی اولاد سے ہونگے۔

۲۔ بارہ امام علی کی اولاد سے ہوں گے۔

۳۔ بارہ امام فاطمہ الزھراء کی اولاد سے ہوں گے۔

نتیجہ:

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰؓ بارہ اماموں میں شامل نہیں ہیں کیونکہ امام محمد باقرؒ نے کھول کھول کر بتایا کہ ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہے لہٰذا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ائمہ اثنا عشر میں داخل نہیں ہیں۔

اور دوسری روایت میں امام باقر نے بتایا کہ ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، رسول اللہؐ اور علیؓ دونوں ائمہ اثنا عشر کے باپ ہوں گے لہٰذا علیؓ ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ائمہ اثنا عشر فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے ظاہر ہے کہ علیؓ فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے نہیں ہے بلکہ فاطمہؓ کا شوہر محترم ہے، لہٰذا علیؓ ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہیں۔

شیعہ مذہب کی سب سے بڑی معتبر کتاب اصول کافی نے ان روایات کو نقل کر کے بتا دیا کہ علی ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں۔ اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پہلا امام تصور کرنا یہ عبداللہ بن سبا یہودی کی تعلیم ہے جیسا کہ روایت میں موجود ہے۔ ''اول من شھر بفرض امامۃ علی'' سب سے پہلے علیؓ کی امامت کو مشہور کرنے والا عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔

نوٹ:

یاد رہے کہ یہ آٹھ رخ جو ہم نے نقل کئے ہیں وہ صرف شیعہ محققین کی تحقیق کو ہم نے ظاہر کیا ہے باقی امت مسلمہ کا ان کی تحقیق سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی امت مسلمہ ایسی روایتوں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت ثابت کرتی

136۔ مجالس المؤمنین، سید نوراللہ شوستری، ج ا، ص ۱۱۔

ہے۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کسی سے خلافت غصب نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلافت لینے کا اختیار دیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اللہ تعالیٰ سے خلافت لینے کو قبول کیا۔

اب اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اللہ تعالیٰ سے خلافت لینا جرم ہے تو وہ اس جرم میں تنہا نہیں بلکہ خلافت پیش کرنے والا اور خلافت اٹھانے کا اختیار دینے والا اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو خلافت دینے سے انکار کرنے والا بھی نعوذ باللہ ضرور مجرم سمجھا جائے گا۔ اس نتیجہ پر تو شیعوں کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی مجرم قرار پائے گا (اعاذنااللہ من ھذا الکفر)۔

آٹھ رخوں کے نتائج

آٹھ رخوں کے نتائج ملاحظہ فرمائیں

پہلے دو رخوں کا خلاصہ

مذہب شیعہ کی معتبر کتابوں کی ورق گردانی کے بعد صرف ایک مسئلہ خلافت کے متعلق آٹھ رخ سامنے آئے جو ہم نے ہر خواص و عام کے فائدے کے لئے ہدیہ ناظرین کیا تا کہ ہر ایک باشعور اور سلیم العقل شخص خود سوچے کہ مذہب شیعہ کی بنیاد جس مسئلہ پر ہے اس میں کتنا تضاد ہے۔ یہ تو صرف ہم جیسے کم فہم اور مصروفیات کے پیش نظر کم مطالعے اور مذہب شیعہ کی کتابوں تک عدم رسائی پانے والے لوگوں کے سامنے اس طرح کا تضاد ظاہر ہوا ہے ورنہ اگر کوئی ہمت کر کے اس مسئلہ کی مزید تفتیش اور تحقیق کرنا چاہے تو امید ہے کہ اسے اور بھی انکشاف ہو گا کہ شیعہ مذہب کا اہم بنیادی عقیدہ ہی کتنا حد سے زیادہ تضاد کا شکار ہے جو کسی ایک رخ پر بھی اطمینان نصیب نہیں ہو رہا جبکہ دلچسپ بات یہ ہے کہ شیعہ مصنفین نے بڑی محنت کر کے ہر ایک رخ کو قرآنی آیات اور ائمہ حضرات جن کو "راسخین فی العلم" اور معصوم کہتے ہیں، ان کی روایات سے ثابت کر دکھایا ہے تا کہ جو کسی ایک رخ کو پڑھے تو اسے یقین آجائے کہ یہ بات سچی ہے شاید ان کی توجہ اس طرح نہیں گئی تھی کہ اگر کوئی تمام رخ ملا کر فیصلہ کرے تو وہ کیا سمجھے گا... ؟سچ یا کچھ اور.....؟

کیوں کہ ایک رخ یہ ہے کہ نبوت کے تیسرے سال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان ہو گیا تھا اور یہ بہت مشہور بھی ہوا جبکہ دوسرا رخ یہ ہے کہ خلافت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حکم آخری فرض تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا دین پہنچایا تھا صرف دو فرض باقی تھے ایک حج اور دوسرا خلافت یعنی اس سے پہلے نہ خلافت کا حکم آیا تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعلان کیا تھا بلکہ یہ تازہ حکم تھا اور اتنا اہم مسئلہ تھا کہ اگر یہ نہ پہنچایا تو رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی حالت کو بھی جانتے تھے اس لئے رونا، تنگدل ہونا اور بار بار جبرئیلؑ کے آنے کے باوجود اعلان خلافت کو مؤخر کرتے رہنا حتیٰ کہ جبرئیلؑ خداوند عظیم کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ اور شدید عتاب کے ساتھ لوگوں سے حفاظت کا ذمہ لے کر آئے اور خلافت علیؓ کا اعلان نہ کرنے کی صورت میں کار رسالت کی عدم تبلیغ کی دھمکی بھی سنائی، تب جا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبہم الفاظ میں خلافت علیؓ کا اعلان کیا اور فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علیؓ بھی اس کا مولا ہے، اے اللہ جو علیؓ سے محبت کرے تُو بھی اس سے محبت کر اور جو علیؓ کو چھوڑے تُو بھی اس کو چھوڑ دے۔ حالانکہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ، عتاب اور لوگوں سے حفاظت کا ذمہ لینے کا تقاضا تو یہ تھا کہ صاف لفظوں میں فرماتے یہ میرا وصی، میرا وزیر اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے جیسا کہ شیعہ مصنفین نے پہلے رخ یعنی دعوت ذوالعشیرہ کے واقعے میں لکھا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں کیا بلکہ لفظ مولا فرما کر ہی بات پوری کر دی اور پھر اس کی وضاحت کر دی کہ اے اللہ جو علیؓ سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ مولا کے معنی کو محب کی طرف پھیر دیا تا کہ لوگ اسے سر دست خلیفہ تصور نہ کریں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقول

شیعہ اپنی قوم کی مخالفت کا بڑا اندیشہ رکھتے تھے جیسا کہ مجلسی نے لکھا ہے کہ جب جبرئیل نے آپ ﷺ کو کہا کہ علیؓ کو لوگوں کا ہادی اور پیشوا مقرر کریں۔

تو "آنحضرت آنقدر گریست کہ ریش مبارک تر شد " یعنی پیغمبر خدا اتنا روئے کے داڑھی مبارک تر ہو گئی۔[137] ظاہر ہے کہ اتنا خوفزدہ آدمی صاف بات کیسے کر سکتا ہے؟ یہ تھی دوسرے رخ کی حقیقت کہ اللہ تعالیٰ کا زور تھا کہ علیؓ کی خلافت کا اعلان ہر حال میں کرنا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ ٹالتے رہے بالآخر مجبور ہو کر مبہم الفاظ میں ہی علیؓ کی خلافت بلافصل کا اعلان کر دیا اور اپنے منصب رسالت کو پورا کیا لیکن یہ آخری کلام تھا اس سے پہلے خلافت کا کوئی حکم نہیں آیا تھا۔ اگر یہ حق ہے تو پہلا رخ باطل ہوا جس میں ہے کہ نبوت کے تیسرے سال علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان ہو چکا تھا اور اگر وہ حق ہے تو یہ دوسرا رخ باطل ہے کیونکہ جب آپ ﷺ نے نبوت کے تیسرے سال خلافت کا اعلان کیا تھا تو پھر یہ کیوں فرمایا کہ اگر آپ ﷺ نے خلافت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان نہیں کیا تو رسالت کا کوئی کام نہیں کیا یہ کیوں؟ اور دوسری بات یہ کہ آپ ﷺ بھی خود ڈر رہے تھے بار بار جبرئیلؑ کے آنے کے باوجود خلافت کا اعلان نہیں کر رہے تھے بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھڑکیں اور ڈانٹ ڈپٹ لے کر آئے یہ کیوں؟ لہٰذا اگر پہلا رخ حق ہے تو دوسرا رخ باطل ہے۔

137۔ حق الیقین فارسی، ص ۲۵۔

تیسرے رخ کا خلاصہ

"لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ"[138] قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر بقول شیعہ ان کے ائمہ معصومین اور "راسخین فی العلم" حضرات میں سے حضرت امام ابو جعفر محمد باقر نے صاف لفظوں میں یہ بتائی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ آپ کے بعد حضرت علیؓ میرا خلیفہ، میرا وصی اور لوگوں پر حاکم بنایا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کے حرص کے بلکل خلاف تھا کہ آپ کا خلیفہ علیؓ نہیں ہو گا اور ایک روایت میں امام نے بتایا کہ "ابی اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ نے علیؓ کے خلیفہ ہونے کا انکار کیا کہ علیؓ کو خلافت نہیں دوں گا یہ میری مرضی ہے کہ کسی کو خلیفہ بناؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الامر الیہ" یعنی خلافت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے جس کو چاہے خلیفہ بنائے لیکن علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے صاف انکار کیا۔

شیعہ مصنفین کے بڑے بڑے دس محققین، مفسرین اور محدثین نے اپنے عقیدہ کے مطابق امام معصوم اور "راسخین فی العلم" سے یہ بات ثابت کر کے دکھائی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل بنانے سے اللہ تعالیٰ نے انکار کیا۔ جب حقیقت یہی ہے تو پھر بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ علیؓ خلیفہ بلا فصل ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور اس حقیقت کے کھلنے کے بعد بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا غاصب سمجھنا سینہ زوری اور بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے.....؟ کیا اس تیسرے رخ کے ظاہر ہونے کے بعد پہلے دونوں رخوں کی روایات کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ (ہر گز نہیں)۔

چوتھے رخ کا خلاصہ

آئمہ حضرات کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کے اہل بیت یعنی حضرت علیؓ اور ان کی اولاد خلیفہ بلا فصل نہیں ہونگے بلکہ وہ مصائب اور مشکلات میں آزمائے جائیں گے پھر وہ مصائب اور مشکلات پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو مصائب پر صبر کے عوض میں امام یعنی خلیفہ اور زمین کا وارث بنائے گا۔ یہ خلافت ان کو رجعت کے بعد ملے گی پہلے نہیں کیونکہ پہلے کمزوری کی زندگی پر صبر کریں گے اور اس صبر کا بدلہ رجعت کے بعد بادشاہی ہو گی یہی اللہ کا ارادہ ہے اور خلیفہ بنانے کا آئمہ حضرات سے جو وعدہ سورۃ النور آیت نمبر ۵۵ میں ہے وہ بھی رجعت کے بعد کے لیے ہے۔

شیعہ مصنفین کی اس تحقیق جو انہوں نے آیات قرآنی کی اپنے آئمہ حضرات سے تفسیر بتائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے خلیفہ بلا فصل نہ ہونے کی خود خالق کائنات نے پہلے ہی اپنے نبی کو خبر بتائی تھی۔ رجعت سے پہلے علیؓ کو خلیفہ بلا فصل ہونا ہی نہیں اور نہ ہی اللہ کا ایسا وعدہ ہے اور نہ ہی ارادہ بلکہ علیؓ اور ان کی اولاد سے جن کو خلیفہ بنانے کا وعدہ ہے، وہ

138۔ آل عمران ۱۲۸۔

رجعت کے بعد کا ہے اور رجعت کے بعد ہی ان کو خلافت دینے اور زمین کا وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے اور رجعت کے بعد ائمہ حضرات کی ۸۰ ہزار سال حکومت ہوگی جن میں صرف علی رضی اللہ عنہ کی ۴۴ ہزار سال حکومت ہوگی جس میں تمام انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئیں گے اور علی رضی اللہ عنہ کے ماتحت ہوکر علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں سے لڑیں گے۔ محترم قارئین! اگر یہ حق ہے تو شیعہ مصنفین نے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر جو اپنا نیا دین بنایا ہے وہ سارے کا سارا باطل ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے خلافت غصب نہیں کی تھی، یہی امت مسلمہ کا مذہب ہے اور شیعہ مذہب اپنی تحریرات کی روشنی میں باطل ثابت ہوا۔

پانچویں رخ کا خلاصہ

اکثر علماء اہلسنت بیان کرتے ہیں کہ شیعہ اثنا عشریہ جن کی امامت کے قائل ہیں ان میں صرف دو کو حکومت مل سکی (لیکن شیعوں کے نزدیک گویا کہ ان دونوں کو بھی حکومت مل نہ سکی) اور باقی آئمہ حکومت سے محروم رہے، اس لیے انہیں امام کیسے تسلیم کیا جائے؟ ہم (شیعہ) کہتے ہیں کہ یہ بات بھی کیوں نہ قرآن سے معلوم کرنی چاہیئے کہ سابقہ امتوں میں جو لوگ امام ہوتے تھے کیا ان کے پاس حکومت بھی ہوتی تھی....؟

قرآن اس سوال کا جواب بھی نفی میں دیتا ہے کیونکہ جب نبی کے لئے حکمران ہونا شرط نہیں تو پھر امام تو نبی کا نائب ہوتا ہے تو اس کے لئے حکومت کہاں سے شرط قرار دی گئی....؟ اور انبیاء کے پاس حکومت نہ ہونا ہی مصلحت خداوندی نظر آتی ہے۔ اگر انبیاء کے پاس نبوت کے ساتھ حکومت بھی ہوتی تو بہت سارے لوگ محض ان کی حکمرانی کیوجہ سے ان کے ساتھ ہوجاتے، تو اس طرح وہ امتحان ختم ہوجاتا جو خدا اپنے بندوں سے لینا چاہتا ہے۔ قرآن کی رو سے امام بننے کیلئے علم اور عمل ضروری ہے اور بس۔ (139)

نتیجہ:

اس سے معلوم ہوا کہ سابقہ امتوں میں اماموں کے پاس حکومت نہیں ہوتی تھی اس لئے آئمہ اثنا عشر جناب علی المرتضیٰؓ اور ان کی اولاد کیلئے بھی حکومت ضروری نہیں بلکہ اماموں کے پاس حکومت نہ ہونا مصلحت خداوندی ہے اور آئمہ کے پاس حکومت ہونے کا نظریہ مصلحت خداوندی کے خلاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے خلافت یعنی حکومت غصب نہیں کی تھی کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس حکومت تھی ہی نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کے پاس صرف علم اور عمل تھا اور علم اور عمل چھیننے کی چیز نہیں، یہی امت مسلمہ کا مذہب ہے جبکہ مذہب شیعہ، محققین شیعہ کی تحقیق سے ہی باطل ہوا۔

139۔ شیعت کا مقدمہ ص ۱۶۷/۱۶۶۔

نوٹ :

ناظرین! ایک طرف ان پانچ رخوں پر غور کریں اور دوسری طرف "لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡأَمۡرِ شَيۡءٌ"[140] جو تفسیر امام محمد باقرؒ نے کی ہے کہ پیغمبر خدا کے حرص کے باوجود حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے سے خالق کائنات نے انکار کیا، یہ بات ۱۰ عدد شیعہ کتب سے ثابت ہے پھر اُس رخ پر غور کریں جس میں ہے کہ آئمہ اثنا عشر کو حکومت دینا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے۔

پھر اس رخ پر غور کریں جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ آئمہ اثنا عشر کو آزمائے وہ اس طرح کہ رجعت سے پہلے ان حضرات کو کمزور کیا جائے گا اور وہ حضرات اس پر صبر کریں تو اس صبر کے عوض اللہ تعالیٰ ان کو رجعت کے بعد بادشاہی عطاء فرمائے گا.....اور وہ بادشاہی بقول شیعہ ۸۰ ہزار سال کی ہو گی جس میں صرف حضرت علیؓ ۴۴ ہزار سال حکومت کریں گے اور اہل بیت کا ایک شخص ۳۰۹ سال حکومت کرے گا اور امام مہدی ۱۹ سال حکومت کرے گا اور حضرت حسینؓ اتنی حکومت کریں گے کہ پیری کی وجہ سے ان کی آنکھیں اندر ہو جائیں گی وغیرہ۔ پھر ان تینوں رخوں کو دوسرے دو رخوں سے ملا کر غور کریں۔

چھٹے رخ کا خلاصہ

اس رخ کا خلاصہ یہ ہے کہ خلافت ایک راز تھا جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ کو بطور راز کے بتایا کہ "يلي الخلافة ابى بكر بعده ابوك "یعنی میرے بعد خلیفہ بلافصل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو گا اور اس کے بعد تیرا باپ عمر رضی اللہ عنہ ہو گا۔ اُم المؤمنین نے عرض کیا ''من انبأك هذا قال نبأني العليم الخبير'' آپ کو یہ راز کس نے بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیم الخبیر اللہ نے بتایا......۔

ساتویں رخ کا خلاصہ

پھر اس کے بعد اُس رخ پر غور کریں جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کو یعنی زمین آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اٹھانے کیلئے پیش کی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا.....اور یہی ہوا جو چھٹے اور ساتویں رخ میں موجود ہے۔

نتیجہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت پیش کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی پیشکش کو قبول کر لیا۔

140- آل عمران ۱۲۸۔

آٹھویں رخ کا خلاصہ

۱۔ بارہ امام رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہونگے۔

۲۔ بارہ امام علیؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

۳۔ بارہ امام فاطمہ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے۔

نتیجہ:

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰؓ بارہ اماموں سے نہیں ہیں کیونکہ امام محمد باقرؒ نے کھول کھول کر بتایا کہ ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا چچا زاد بھائی ہے لہٰذا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہے۔

اور دوسری روایت میں امام باقر نے بتایا کہ ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے، رسول اللہؐ اور علیؓ دونوں ائمہ اثنا عشر کے باپ ہوں گے لہٰذا علیؓ ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہے ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ائمہ اثنا عشر فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے ہوں گے ظاہر ہے کہ علیؓ فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد سے نہیں ہے بلکہ فاطمہؓ کا شوہر محترم ہے، لہٰذا علیؓ ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہے۔

شیعہ مذہب کی سب سے بڑی معتبر کتاب اصول کافی نے ان روایات کو نقل کر کے بتا دیا کہ علی ائمہ اثنا عشر میں شامل نہیں ہے۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پہلا امام تصور کرنا یہ عبداللہ بن سبا یہودی کی تعلیم ہے جیسا کہ روایت میں موجود ہے ''اول من شھر بفرض امامۃ علی'' سب سے پہلے علیؓ کی امامت کو مشہور کرنے والا عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔

نوٹ:

ہم نے شیعہ محققین و مفسرین اور محدثین کی تحقیق کو ناظرین کے سامنے لایا ہے جس میں اتنا تضاد ہے کہ سوائے پریشانی اور بے اعتمادی اور شکوک و شبہات کے کوئی چیز حاصل نہیں ہو رہی۔

اب دور حاضر کے شیعہ محققین ہی اس معاملہ کو حل کر کے بتائیں کہ ان آٹھ رخوں میں سے ان کے مذہب کے مطابق کون کون سی روایات جھوٹی ہیں اور کون سا رخ قابل اعتماد ہے؟ لیکن پھر ہم بھی اس پر نظر کریں گے کہ اس میں کتنی سچائی ہے؟ امید ہے کہ ان شاءاللہ سارا مذہب ہی جھوٹ ثابت ہو گا۔

پہلا رخ

"وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" (الشعراء آیت ۲۱۴)

(نبوت کے تیسرے سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان ہو گیا تھا اور وہ مشہور بھی ہو گیا)

نمبر	کتاب کا نام	جلد	صفحہ	مصنف کا نام
۱	القرآن المبین فی تفسیر المتقین		۴۸۷	سید امداد حسین کاظم
۲	تفسیر قمی	۲	۴۸۱	ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی
۳	ترجمہ مقبول		۴۵۰	سید مقبول احمد دہلوی
۴	تفسیر الصافی	۴	۵۳	محمد بن المرتضیٰ الفیض الکاشانی
۵	تفسیر نمونہ اردو	۸	۵۹۱	سید صفدر حسین نجفی
۶	تفسیر التبیان	۸	۶۱	ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی
۷	البرھان فی تفسیر القرآن	۳	۹۱-۹۲	سید ھاشم الحسینی البحرانی
۸	تفسیر نور الثقلین	۴	۶۷-۶۸	عبد علی بن جمعۃ العروسی
۹	تفسیر کبیر منہج الصادقین	۶	۴۸۸	ملا فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی
۱۰	مجمع البیان فی تفسیر القرآن	۷	۲۰۶	الشیخ ابن علی الفضل بن الحسن الطبرسی
۱۱	تلاش حق		۹۴-۹۵	علامہ سید شرف الدین موسوی
۱۲	ترجمہ فرمان علی		۴۴۹-۴۵۰	سید فرمان علی
۱۳	تفسیر المیزان	۱۵	۴۷۵-۴۷۶	سید محمد حسین طباطبائی
۱۴	علل شرائع	۱	۲۰۷-۲۰۸	شیخ الجلیل محمد بن علی بابویہ قمی
۱۵	شیعت کا مقدمہ اشاعت ۱۴ھ		۱۴۹	حسین الامینی
۱۶	تفسیر فرات کوفی	۱	۱۰۹	فرات بن ابراہیم کوفی
۱۷	تفسیر جوامع الجامع	۲	۶۹۳	الشیخ الطبرسی

دوسرا رخ

حضرت علیؑ کی خلافت کا پیغام آخری تھا جو پہلے نہیں کیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے پیغام نہیں پہنچا رہے تھے، اللہ نے ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکیں دے کر نبی کریم ﷺ کو مجبور کیا تب نبی کریم ﷺ نے مبہم الفاظ میں یہ پیغام پہنچایا۔

(سورۃ المائدہ آیت ٦٧ کی تفسیر میں)

نمبر	کتاب کا نام	جلد	صفحہ	مصنف کا نام
١	تفسیر نور الثقلین	١	٦٥٢ تا ٦٥٥	عبد علی بن جمعۃ العروسی
٢	تفسیر انوار النجف	۵	١٣٩ تا ١٤۵	غلام حسین نجفی جاڑا
٣	القرآن المبین یعنی تفسیر المتقین		١۵٣	سید امداد حسین کاظمی الشیرازی
٤	ترجمہ مقبول احمد		١٨٨	سید مقبول احمد دہلوی
۵	تفسیر المیزان	٦	٦١ تا ٨٦	سید محمد حسین طباطبائی
٦	البرھان فی تفسیر القرآن	١	٤٨٨ تا ٤٩٠	سید ھاشم الحسینی البحرانی
٧	تفسیر التبیان	٣	۵٨٧ تا ۵٨٨	ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی
٨	تفسیر کبیر منہج الصادقین	٣	٢٧٣ تا ٢٧۵	ملا فتح اللہ شکر اللہ کاشانی
٩	تفسیر نمونہ	٣	١٧۵ تا ١٨٦	دس علماء و مجتہدین کی کاوش ہے
١٠	تفسیر الصافی	٢	۵١ تا ۵٨	محمد بن المرتضیٰ الحسن الفیض الکاشانی
١١	ترجمہ و تفسیر فرمان علی		١٤٢ اور ٢٦۵	سید فرمان علی
١٢	حق الیقین فارسی		٩٦ تا ١٠٢	علامہ باقر مجلسی

۱۳	اثبات الامامت		۱۶۱ تا ۱۶۶	محمد حسین ڈھکو
۱۴	شیعت کا مقدمہ اشاعت بار چہارم ۴ ۲۰۰۴		۱۴۵	حسین الامینی
۱۵	تفسیر قمی	۱	۱۶۲	علی بن ابراہیم قمی
۱۶	تفسیر عیاشی	۱	۳۲۲	محمد بن مسعود ابن عیاش
۱۷	امالی شیخ صدوق	۱	۳۵۵	شیخ صدوق
۱۸	احتجاج طبرسی	۱	۷۰	ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی
۱۹	جوامع	۱	۳۱۲	ابی علی الفضل بن حسن الطبرسی
۲۰	مجمع البیان	۳	۱۵۹	ابی علی الفضل بن حسن الطبرسی
۲۱	البحار	۹	۳۰۶	ملا باقر مجلسی

تیسرا رخ

"لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ" (آل عمران ۱۲۸)

(نبی کریم ﷺ کا انتہائی حرص تھا کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا)

نمبر	کتاب کا نام	جلد	صفحہ	مصنف کا نام
۱	تفسیر صافی	۱	۳۷۹	محمد بن المرتضیٰ الحسن الفیض الکاشانی
۲	تفسیر فرات الکوفی	۱	۱۹، دوسرا ایڈیشن ۱۵۱	
۳	البرهان فی تفسیر القرآن	۳	۲۴۳ اور ۳۱۴	سید هاشم الحسینی البحرانی
۴	تفسیر نور الثقلین	۱	۳۸۸	عبد علی بن جمعۃ العروسی
۵	تفسیر عیاشی	۱	۲۲۱	المحدث جلیل محمد بن مسعود ابن عیاش
۶	تاویل آیات الظاهرة	جز ۱	۳۶۲	
۷	تاویل مانزل من القرآن فی النبی واله	جز ۱۴	۷	
۸	غایۃ المرام وحجۃ الخصام	۴	۱۳	
۹	تاویل الایات لشرف الدین موسوی	۲	۲۳۵	علامہ شرف الدین موسوی
۱۰	مستدرک سفینۃ البحار	۱	۱۱۰ اور ۳۲۴	
۱۱	تفسیر الأصفی	۱	۱۷۰	الفیض الکاشانی
۱۲	البحار	۶	۱۹۵	ملا باقر مجلسی

چوتھا رخ

"وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ"......الخ (سورۃ القصص آیت نمبر ۵)

اللہ تعالیٰ نے ائمہ حضرات کو خلیفہ بنانے کا جو وعدہ کیا ہے وہ وعدہ رجعت کے بعد کا ہے نہ کہ نبوت کے بعد بلا فصل

<table>
<tr><th>نمبر</th><th>کتاب کا نام</th><th>جلد</th><th>صفحہ</th><th>مصنف کا نام</th></tr>
<tr><td>۱</td><td>حق الیقین (فارسی)</td><td></td><td>۳۳۵تا۳۴۰</td><td>ملا باقر مجلسی اصفہانی</td></tr>
<tr><td>۲</td><td>چودہ ستارے</td><td></td><td>۶۰۱تا۶۰۳</td><td>سید نجم الحسن کراروی پشاوری</td></tr>
<tr><td>۳</td><td>البرھان فی تفسیر القرآن</td><td>۳_۱</td><td>۲۲۰_۲۹۵</td><td>سید ھاشم الحسینی البحرانی</td></tr>
<tr><td>۴</td><td>ترجمہ و تفسیر مقبول</td><td></td><td>۶۱۴</td><td>سید مقبول احمد دہلوی</td></tr>
<tr><td>۵</td><td>القرآن المبین فی تفسیر المتقین</td><td></td><td>۴۶۱اور۴۲۷</td><td>سید امداد حسین الکاظمی المشہدی</td></tr>
<tr><td>۶</td><td>تفسیر نور الثقلین</td><td>۴</td><td>۱۰۷</td><td>عبد علی بن جمعۃ</td></tr>
<tr><td>۷</td><td>تفسیر الصافی</td><td>۱</td><td>۳۵۱_۳۵۲</td><td>محمد بن المرتضیٰ الفیض کاشانی</td></tr>
<tr><td>۸</td><td>تفسیر قمی مقدمۃ الکتاب</td><td>۱</td><td>۲۵</td><td>علی بن ابراہیم قمی</td></tr>
<tr><td colspan="5">پانچواں رخ
ائمہ حضرات کا حکمران ہونا مصلحت خداوندی کے خلاف ہے</td></tr>
<tr><td>۱</td><td>شیعت کا مقدمہ اشاعت بار چھارم ۲۰۰۴۔</td><td></td><td>۱۸۲_۱۸۳</td><td>حسین الامینی</td></tr>
</table>

چھٹا رخ

"یَا أَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ"....الآیۃ (سورۃ تحریم آیت نمبر ا)

خلافت ایک راز تھا جس کا کبھی بھی اعلان نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو یہ راز بتایا تھا کہ خلیفہ بلا فصل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہونگے اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونگے اور ایسا ہی ہوا۔

نمبر	کتاب کا نام	جلد	صفحہ	مصنف کا نام
۱	تفسیر قمی	۲	۳۷۴	ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی
۲	ترجمہ و تفسیر مقبول		۸۹۴	سید مقبول احمد دہلوی
۳	تفسیر نور الثقلین	۵	۳۶۷۔۳۷۰	عبد علی بن جمعۃ
۴	تفسیر التبیان	۱۰	۴۶	ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی بن الحسن الطوسی
۵	تفسیر کبیر منہج الصادقین	۹	۳۳۱تا۳۳۴	ملا فتح اللہ شکر اللہ کاشانی
۶	تفسیر الصافی	۵	۱۹۴	محمد بن المرتضیٰ الحسن الکاشانی
۷	البرھان فی تفسیر القرآن	۴	۳۵۲	سید ھاشم الحسینی البحرانی
۸	مجمع البیان فی تفسیر القرآن	۱۰	۳۱۴	الشیخ ابن علی الفضل بن الحسن الطبرسی
۹	تفسیر البصائر			یعسوب الدین رستگار
۱۰	کتاب الاربعین	۲	۱۰۶	محمد طاہر قمی الشیرازی
۱۱	مستدرک سفینۃ البحار	جز ۱۵۵	۱	

ساتواں رخ

"اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" الخ (سورۃ الاحزاب آیت ۷۲)

خلافت ایک امانت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ازل میں ہی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیش کی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی اس پیشکش کردہ امانت کو قبول کیا اور کسی سے امانت یعنی خلافت غصب نہیں کی ہے۔

نمبر	کتاب کا نام	جلد	صفحہ	مصنف کا نام
۱	ترجمہ و تفسیر مقبول		۶۸۲ دوسرا ایڈیشن ۵۱۲	سید مقبول احمد دہلوی
۲	القرآن المبین یعنی تفسیر المتقین		۵۵۴	سید امداد حسین کاظمی
۳	تفسیر الصافی	۴	۲۰۶۔۲۰۷	محمد بن المرتضیٰ الحسن الکاشانی
۴	تفسیر نور الثقلین	۴	۳۱۲۔۳۱۴	الشیخ عبد علی بن جمعۃ
۵	البرھان فی تفسیر القرآن	۳	۳۴۰ تا ۳۴۲	سید ھاشم الحسینی البحرانی
۶	تفسیر المیزان (فارسی)	۱۶	۵۳۲	سید محمد حسین طباطبائی
۷	تفسیر نمونہ	۹	۷۵۲	دس علماء و مجتہدین کی کاوش ہے
۸	تفسیر قمی		۵۴۸	ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی
۹	تفسیر ضیاء الایمان (سندھی)		۶۸۱	محمد خان مرتضائی لغاری
۱۰	اصول کافی	۱	۵۰۹	علامہ فہامہ محمد بن یعقوب کلینی
۱۱	بصائر الدرجات	۱	۹۶	محمد بن الحسن الغفار
۱۲	عیون اخبار رضا	۲	۲۷۴	الشیخ صدوق
۱۳	معانی الاخبار	۱	۱۱۰	الشیخ صدوق

آٹھواں رخ

(ائمہ اثنا عشر رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونگے)

نمبر	کتاب کا نام	جلد	باب	صفحہ	مصنف کا نام
۱	الشافی اردو ترجمہ اصول کافی	۱	۱۲۴	۶۶۹ تا ۶۷۳	علامہ فہامہ محمد بن یعقوب کلینی۔ اردو مترجم ادیب اعظم ظفر حسن نقوی
۲	مجالس المؤمنین	۱		۱۱	سید نور اللہ شوستری

حرف آخر: شیعہ مذہب کا بنیاد عقیدہ خلافت و امامت ائمہ اثنا عشر ہے جیسا کہ شیعہ مذہب کا بڑا محقق الامام الاکبر الشیخ محمد حسین آل کاشف نے اصل الشیعۃ واصولھا میں لکھا ہے کہ شیعہ امت مسلمہ سے عقیدہ امامت کی وجہ سے جدا ہوئے ہیں اور شیعہ محقق حسین الامینی نے شیعت کا مقدمہ کے صفحہ ۱۲۲ پر لکھا ہے کہ شیعوں کو اثنا عشری یا امامیہ کیوں کہتے ہیں؟...... آنحضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی ان الفاظ سے ثابت ہے کہ جب تک تم لوگوں پر بارہ خلیفے امامت کرتے رہیں گے اس وقت تک یہ دین قائم رہے گا۔ اس لئے شیعوں نے نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کو اپنے دین اور ایمان کا جزء بنالیا ہے اور بارہ ائمہ کو ماننے کی وجہ سے شیعوں کو اثنا عشری یعنی بارہ ائمہ کے پیروکار یا امامیہ کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی بنیاد عقیدہ خلافت و امامت ہے وہ بارہ ائمہ حضرات کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ اور امت کا امام مانتے ہیں اسلئے وہ اثنا عشری اور امامیہ ہیں۔ ان بارہ ائمہ میں سے پہلا خلیفۃ الرسول ﷺ اور امت کا پہلا امام علیؓ کو مانتے ہیں لیکن علیؓ کو پہلا خلیفہ ماننے کا بھی عجیب طریقہ ہے۔ ہم اپنی معلومات کے مطابق آپ حضرات کو بتاتے ہیں۔ مثلاً؛ شیعہ مذہب میں ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ کے ذمہ ہے لوگوں کو خلیفہ بنانے میں کوئی دخل نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اس امت میں پہلا خلیفہ اللہ تعالیٰ نے علی المرتضیٰؓ کو بنایا، پھر کہتے ہیں کہ علیؓ کو پہلا خلیفہ بننے نہیں دیا گیا۔ پھر کہتے ہیں کہ علیؓ سے خلافت چھینی گئی۔ پھر کہتے ہیں کہ علیؓ خلیفہ بلافصل بھی ہے۔ محترم قارئین! یہ عجیب طریقہ نہیں ہے؟ یعنی خلیفہ بنائے گا بھی اللہ اور علیؓ کو اس نے خلیفہ بنایا لیکن اللہ تعالیٰ کے بنانے کے باوجود اس کو بننے نہیں دیا گیا یعنی علیؓ خلیفہ نہ بن سکا۔ پھر اس سے خلافت چھینی گئی۔ یعنی خلیفہ بنا بھی نہیں خلافت ملی بھی نہیں اور چھینی بھی گئی۔ واہ!۔ اور کہتے ہیں خلیفہ بلافصل بھی ہے۔ یعنی خلافت چھینی بھی گئی اور خلافت چھیننے کے باوجود خلیفہ بلافصل بھی ہے۔ واہ! تمہاری دانائی اور جب لوگوں کو خلیفہ بنانے میں دخل ہی نہیں تھا تو انہوں نے خلافت چھینی کیسے؟ خلافت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے دینی تھی لوگوں نے نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب خلافت علیؓ کو ملی ہی نہیں تو چھینی کیسے؟ اور جب چھینی گئی تو خلیفہ بلافصل کیسے....... تضاد ہی تضاد۔

والسلام

فاتح شیعت، قاطع شرک وبدعت مناظر اسلام

علامہ علی شیر رحمانی صاحب دامت برکاتہم